احیائے تصوف کا علمبردار

ماہنامہ

نوائے صوفیہ

اسلام آباد

مسجد کھری ڈونگ شگر

بحضور شاہ ہمدان میر سید علی ہمدانی

آفتاب ولایت ایمان خادم دین حق شہ ہمدان
نام پاک مبلغ اسلام اہل کشمیر راست حرز جان
قوم را دار نظر توحید درمناور صنم شدہ لرزان
والہ نور اورا چنین ترتیب اہل خطہ کنند ورد زبان
مرکز دین ہست در کشمیر خانقاہ حضور والا شان
کرد نابود کفر از کشمیر شد طلوع ستارہ ایمان
کرد معدوم بت پرستی را اللہ اللہ بماچہ کرد انسان
آدمی راہ کج گرفتہ بود دام و دد را دوبارہ کرد انسان
کرد تبلیغ دین احمد او خطہ را داد دولت ایمان
وادی گل بدین منور شد ورنہ کشمیر بود کفرستان
ہمہ کشمیر را مسلمان ساخت بعد ازان رفت سوی بلتستان
نور کشیدہ اہل تبت را روی خود کرد سوی ترکستان
نطق شیریں بلبل ہمدان کرد تسخیر ملت افغان
نور اسلام جلوہ افشان شد آشکار است رحمت یزدان
چون بیامد خطہ از ایران شاہ ہمدان صاحب ذی شان
ملک کشمیر مردہ عشق بود در تن مردہ او دمیدہ جان
تیرگی دور کرد از کشمیر داد مارا ثقافت و ایمان
وای افسوس گلشن کشمیر خستہ و خوار گشت ہم ویران
حال مارا نگاہ کن ای شاہ ای کہ خوابیدہ ای تو درخشان
کفر بار دگر مسلط شد ملت کا شمشیر شد بے جان
بہر آزادی مسلمانان کن دعا پی مغفرت یزدان
سعی ہاہی کہ ماکنیم اے پیر نیست مشکور نزد رب جہان
آن [illegible] ہا کہ در سفر کردیم سوی منزل مراندارد نشان
وان محل ہا کہ سر زدہ ازما بہر مارا مشہور خاموشان
گو خدارا کہ تا شود الحاق ارض کشمیر رابہ پاکستان

ای کہ مارا تو پیر ہمدانی
اے علمدار نور یزدانی
یعنی آن بانی مسلمانی
میر سید علی ہمدانی

میر عبدالعزیز

ماہنامہ

نوائے صوفیہ

اسلام آباد

احیائے تصوف کا علمبردار

شمارہ نمبر ۱ | قیمت: ۱۰ روپے | ماہ ستمبر ۱۹۹۳

فہرست مضامین

فکر و نظر	اداریہ	غازی محمد [illegible]
مجموعہ شریعت محمدیہ		ابوالعرفان محمد بشیر
فقہی مسائل		ابوالعرفان محمد بشیر
انتخاب	[illegible]	مولوی عبدالرشید
تصوف	اسلامی تصوف اور صوفیانہ ادب	اسعد سعید آزردی
شریعت	ملت اسلامیہ اور شریعت محمدیہ	محمد اسماعیل کرکی
احوال صوفیاء	حضرت علی بن [illegible] کی تحریریں	محمد عبداللہ گلشن کیمری
	احوال شیخ سری سقطی	غلام حسن نور بخشی
دنیائے سائنس	حقیقت کائنات سائنس کی روشنی میں	ڈاکٹر غازی محمد نعیم
افکار نو	آج کے معاشرے میں نوجوان نسل کا کردار	علی محمد [illegible]
۲۔ مسلمان کون؟		ذوالفقار حسین ذاکر
۳۔ سال نو اور تعلیمات شاہ ہمدان کی ضرورت		دولت علی [illegible]
تذکرہ کتب		[illegible]
شعری ادب	منظوم شاہ ہمدان	[illegible]
اخبار التصوف	دنیائے تصوف کی خبریں	[illegible]

مدیر و ناشر

ابوالعرفان علامہ محمد بشیر

کمپوزر

سید پرویز حسین بخاری

الاعجاز کمپوزنگ سنٹر فون 824382

پرنٹر اینڈ پبلشر: محمد بشیر نے پرنٹ شاپ 99-G ویسٹ بلیو ایریا اسلام آباد سے چھپوا کر A-358 گلی ۱، I-1-G-6 اسلام آباد سے شائع کیا

تفکر و تذکر

غازی محمد نعیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم - الذی علم بالقلم

وہ پروردگار جس نے قلم کے وسیلے سے علم سکھایا۔ اس تیزی سے بدلتی ہوئی دنیا میں جہاں بے شمار افراد و اقوام علم کے بل بوتے پر حیرت انگیز سرعت سے ترقی کی منازل طے کرنے میں مصروف ہیں۔ وہاں بہت سے لوگ جہالت اور پسماندگی کے عمیق گڑھوں میں پڑے ہوئے خوار اور زبوں بھی نظر آتے ہیں۔ ظاہرا فی زمانہ علم اور سائنس ہم معنی الفاظ سمجھے جاتے ہیں مگر حقیقتاً ایسا نہیں۔ اگرچہ سائنس مقبول ترین علم ہے مگر دیگر علوم و فنون بھی اس کے شانہ بشانہ مقبول و متداول رہے ہیں۔ ان علوم میں سے ایک عظیم علم "علم تصوف" ہے۔ علم تصوف اپنے دور عروج میں تمام علوم کا نچوڑ سمجھا جاتا تھا کیونکہ اس کا سرچشمہ عقل سے زیادہ وجدان ہوا کرتا تھا۔ عقلی علوم میں خطا و نسیان اور دیگر انسانی کمزوریوں کا عمل دخل ہوا کرتا ہے مگر وجدان وہ سرچشمہ نور ہے جس کا براہ راست تعلق اس عالم نورانی سے ہے جس کے بارے میں خالق حقیقی نے فرمایا اللہ نور السموٰت والارض اللہ زمین اور آسمانوں کا نور ہیں۔

وجود انسانی بھی اس نور سے اکتساب کرنے کی اہلیت رکھتا ہے جس کے باعث قلب مومن کو مرکز تجلیات خداوندی قرار دیا گیا ہے۔ اصل وجود انسانی وہ روح ہے جس کے بارے میں قرآن پاک نے فرمایا قل الروح من امر ربی اور اس کے حقیقی وجود کا لباس یہ مادی جسم اور اس کے حواس ہیں۔ جسم اور اس کی احتیاجات اور خواہشات کا تعلق عالم سفلی سے ہے۔ جسے صوفیاء نے نفس امارہ کے نام سے موسوم کیا جب کہ روح کا تعلق عالم ملکوت سے ہے۔ جس کو بچارہ اس امتحان گاہ دنیا میں جسے خالق حقیقی نے مزرعۃ الآخرۃ قرار دیا عارضی رہائش کی خاطر قفس عنصری میں مقید کیا گیا ہے۔ موت کے ساتھ ہی روح اس قفس عنصری سے پرواز کرجاتی ہے مگر صوفیائے کرام آدم الاولیاء حضرت علی ابن ابی طالب کے حکم "موت سے پہلے موت کا ذائقہ چکھو" کے موافق اپنی روح کو آلائش جسم اور کثافت ہائے نفس امارہ سے پاک اور آزاد کرلیتے ہیں۔ نفس امارہ کو زیر کرلینے سے محبوب حقیقی کی قربت حاصل کرنا آسان ہوجاتا ہے۔ اور سالک راہ خدا اس دنیا کے ہر خوف اور حزن سے بے نیاز ہوکر حصول رضائے الٰہی کے ابدی سمندر میں غوطہ زن ہوجاتا ہے۔ اس مقام کے متعلق قرآن کریم نے فرمایا "**الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون**" آگاہ رہو کہ بے شک اللہ کے دوستوں کو نہ کوئی خوف لاحق ہوتا ہے اور نہ کوئی حزن۔ یہ ہے تصوف کا وہ عظیم نظام جو انسانوں کو خوف اور حزن سے آزاد کرتا ہے۔ اور بندوں کو خدا سے ملاتا ہے۔ اب سے چند صدیاں پیشتر چہار دانگ عالم میں یہ نورانی نظام مقبول و معروف تھا مگر افسوس جلد ہی علم حقیقی کی یہ روشنی ماند پڑ گئی اور ہوس کی چکاچوند سے دیکھنے والوں کی آنکھیں بھی چندھیا گئیں۔ جس کے باعث یہ علم صرف کتابوں اور روایتوں تک محدود رہ گیا۔ آج دنیا اس عظیم علمی ورثے سے روز بروز دور اور محروم ہوتی جارہی ہے۔ چنانچہ ہم نے سوچا کہ احیائے تصوف اسلامی کے لیے ایک ہمہ گیر تحریک کا آغاز کیا جائے۔ نوائے صوفیہ اس روحانی تحریک کا خشت اول ہے۔

حکومت سے باضابطہ ڈیکلریشن حاصل کرنے کے بعد رسالہ

باقی صفحہ ۲۳ پر

مجموعۂ شریعتِ محمدیہ

تحریر
علامہ محمد شفیع

وسنته ان لا تقضى الحاجة على شفير بئر الماء ولا على طرفها ولا على طرفى نهر يشرب منه ولا تحت شجرة تستظل ولا شجرة مثمرة ولا فى المقبرة ولا فى الطرق والسكك ولا على طرفها ولا فى النادى ولا فى الحجرة وان لا تستقبل الرياح ولا الصعيد ولا الصلب من الارض لئلا يعود رشاشه اليك ولا بئر سقى وان تحفر الارض وتلينها لقضاء الحاجة وان لا تستقبل الشمس ولا القمر ولا الكواكب لتحجبك ان كنت فى الفضاء وتيسر وان لم يتيسر تحجب العورة بساتر من نورها ولما فى الجدران فلاباس به وان تصب الماء باليد اليمنى و تغسل العورة باليد اليسرى الا بضرورة وان تمشى قبل الاستبراء خطوات اواكثر ان تيسروان تنحنح وان لا تصب الماء فى موضع قضاء الحاجة وان تقدم رجلك اليسرى عند دخول الخلاء واليمنى عند الخروج ان تقول عند دخول الخلاء اللهم انى اعوذبك من الخبث والخبائث ومن الشيطان الرجيم وعند الخروج الحمد لله الذى اخرج منى الاذى وما بقى اومثلها وان لا تستصحب شيا عليه القرآن اوالاحاديث اواسم من اسماء الله مكشوفا وان كان مستورا بشئ من الجلد اوالمشمع او غيرهما.

وفى لكم تيسر فعلى و ان لا تتقفل فى قلبك من الاحاديث المطلبية بهذا المحل وان تقول بعد الاستنجاء والاستبراء اللهم حصن فرجى واسترعورتى من النار او مثلها من الاحاديث.

قضائے حاجت کے مسنون آداب

(۱) پانی کے کنویں کے منہ پر قضائے حاجت نہ کرنا

(۲) کنویں کے منہ کے کناروں پر قضائے حاجت نہ کرنا

(۳) جس کو ل سے پانی پیا جاتا ہو اس کے کناروں پر قضائے حاجت نہ کرنا

(۴) سایہ دار درخت کے نیچے قضائے حاجت نہ کرنا

(۵) پھلدار درخت کے نیچے قضائے حاجت نہ کرنا

(۶) قبرستان میں قضائے حاجت نہ کرنا

(۷) راستوں میں قضائے حاجت نہ کرنا

(۸) راستوں اور گلیوں کے کناروں پر قضائے حاجت نہ کرنا

(۹) گلیوں میں قضائے حاجت نہ کرنا

(۱۰) مجمع لگنے کی جگہ قضائے حاجت نہ کرنا

(۱۱) کیڑوں کے بلوں میں قضائے حاجت نہ کرنا

(۱۲) چلتی ہواؤں کا رخ کر کے قضائے حاجت نہ کرنا

(۱۳) بلندی کی طرف رخ کر کے قضائے حاجت نہ کرنا

(۱۴) سخت زمین پر قضائے حاجت نہ کرنا تاکہ چھینٹے اڑ اڑ کر نہ لگ جائیں

(۱۵) بقدر ضرورت زمین کو کھودنا اور اسے نرم کرنا

(۱۶) اگر کھلے میدان میں ہو تو سورج کی طرف منہ کر کے قضائے حاجت نہ کرنا

(۱۷) کھلے میدان میں چاند کی طرف منہ کر کے قضائے حاجت نہ کرنا

(۱۸) کھلے میدان میں چمکتے ستاروں کی طرف منہ کر کے قضائے حاجت نہ کرنا

(۱۹) بشرطیکہ ایسا کر سکے۔ اگر ایسا نہ کر سکے تو شرمگاہ کو ان کی روشنی پڑنے سے کسی پردے کے ذریعے بچانے رکھنا یا دیواری میں ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے

(۲۰) دائیں ہاتھ سے سے پانی بہانا اور شرمگاہ کو بائیں ہاتھ سے دھونا اگر کوئی مجبوری ہو تو اور بات ہے

(۲۱) استبراء کرنے سے پہلے چند قدم یا زیادہ قدم چلنا بشرطیکہ ایسا کر سکے

(۲۲) کھنکار کی آواز نکالنا

(۲۳) قضائے حاجت کی جگہ پانی کا نہ بہانا

(۲۴) جائے ضرورت کو جاتے وقت بائیں پیر کو پہلے داخل کرنا

(۲۵) جائے ضرورت سے نکلتے وقت دائیں پیر کو پہلے باہر رکھنا

(۲۶) جائے ضرورت کو جاتے ہوئے یوں دعا کرنا **اللھم انی اعوذ بک من الخبث والخبائث ومن الشیطن الرجیم** پروردگار میں تجھ سے ناپاک خصلت والوں ناپاک خصلت والیوں اور ملعون شیطان سے تیری پناہ مانگ کر تار کرتی ہوں

(۲۷) جائے ضرورت سے نکلتے ہوئے یوں دعا کرنا **الحمد للہ الذی اخرج عنی الاذی وعافانی** تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھ سے تکلیف دہ گندگی کو نکال باہر کیا اور مجھے آرام و راحت عطا کیا یا ان دعاؤں کی مانند اور دعائیں پڑھیں۔

(۲۸) جائے ضرورت کو اپنے ساتھ کوئی ایسی چیز نہ لے جائے جس پر قرآن دعائیں یا اللہ تعالٰی کے ناموں میں سے کوئی نام کھلی حالت میں ثبت ہو اگر ایسی چیز ... یا موم جامہ وغیرہ چڑھانے کی صورت میں پوشیدہ ہو اور بدن سے اس کو الگ کرنے میں دشواری پیش آتی ہو تو ایسی صورت معاف ہے

(۲۹) اس موقع کی مناسب دعائیں دل میں پڑھنے سے غفلت کا شکار ہونے نہ رہنا

(۳۰) استنجاء اور استبراء کے بعد یوں دعا کرنا **اللھم حصن فرجی واستر عورتی من النار** پروردگار! میری [illegible]

اور دوزخ سے میرے اندام نہانی کی پردہ پوشی فرما اس دعا کی مانند دیگر دعائیں بھی پڑھی جا سکتی ہیں

وضاحت

شریعت محمدیہ المقدسہ الاحوط کی ان عبارتوں میں عام انسانوں کے لیے عموماً اور اہل اسلام کے لیے خصوصاً جائے ضرورت کے تیس مسنون آداب بیان کیے گئے ہیں ان آداب کا لحاظ رکھنا ہر فرد بشر کے لیے باادب شہری بننے کا باعث ہے ان آداب کا لحاظ نہ رکھنا نہایت بے ادب اور جانوروں کا ہم پلہ قرار پانے کا باعث بنتا ہے

ادب نمبر(۱) اس لئے مسنون ہے کہ کنویں پر پانی پینے کے لیے آنے والے اس کے منہ پر گندگی دیکھ کر سخت اذیت زدہ نہ ہوں اور وہ ایسے انسان نما جانور کے حق میں انتہائی ناشائستہ کلمات ادا کرنے پر مجبور نہ ہو جائیں علاوہ ازیں ڈھکن کو پاک کرنے کے لیے دور لے جا کر اسے دھونے کی ضرورت پڑتی ہے

ادب نمبر(۲) اس لئے مسنون ہے کہ اس طرح سے کنویں کا پانی گندگی کی وجہ سے ناپاک ہو سکتا ہے کیونکہ ڈھکن اٹھاتے وقت گندگی کنویں میں گر سکتی ہے

ادب نمبر(۳) اس لئے مسنون ہے کہ جو پانی لوگ پیا کرتے ہیں اس پانی کو نل کے کناروں پر موجود گندگی چھو سکتی ہے گویا لوگوں کے پینے کے پانی میں گندگی شامل ہو جاتی ہے اور بسا اوقات یہ بہت سی بیماریاں جنم لیتی ہیں لہذا پانی کے کونل کے اطراف کو بھی گندگی سے پاک رکھنا ضروری ہے

ادب نمبر(۵) اس لئے مسنون ہے پھلدار درخت سے پھل گرتے ہیں جب اس کے نیچے گندگی پڑی ہوئی ہو تو بہت سے پھل گندگی پر پڑ جاتے ہیں اس سے وہ پاک پھل ناپاک بن جاتا ہے

ادب نمبر(۶) اس لئے مسنون ہے کہ از روئے شرع محمدی ہر مسلم کا اس طرح سے احترام کرنا چاہیے جس طرح سے صاحب قبر کی زندگی میں اس کا احترام کیا جاتا تھا قبرستان میں گندگی پھیلانا احترام قبور کے سراسر منافی امر ہے۔

ادب نمبر(۷) ادب نمبر(۸) اور ادب نمبر(۹) اس لئے مسنون ہیں کہ رہ گیروں کو اس سے سخت اذیت پہنچتی ہے ادب نمبر(۱۰) اس لئے مسنون ہے کہ لوگوں کا جہاں مجمع لگ جاتا ہو وہ جگہ صاف ستھری رکھی جاتی ہے اگر کوئی بے ادب ایسی جگہ پر قضائے حاجت کرتا ہے تو لوگوں کو کسی قدر تکلیف پہنچتی ہے اس کا اندازہ لگانا مشکل نہیں ہے۔

ادب نمبر(۲) اس لئے مسنون ہے کہ بلوں میں رہنے والے کیڑوں کو اس سے تکلیف ہوتی ہے کیونکہ حشرات الارض کی جانیں بھی ان کے ہاں اتنی عزیز ہیں جتنی انسانوں کے ہاں ان کی جانیں عزیز ہیں اس وجہ سے کہا گیا ہے۔

میازار مورے کہ دانہ کش است
کہ جان دارد و جان شیریں خوش است

ادب نمبر(۳) اس لیے مسنون ہے تاکہ چلتی ہوائیں قضائے حاجت کرنے والے کی طرف پیشاب کو نہ اڑائیں اور اس کے کپڑے ناپاک نہ ہونے پائیں

ادب نمبر(۴) اس لئے مسنون ہے کہ اس صورت میں بھی قضائے حاجت کرنے والے کے کپڑے اپنے ہی کئے کی وجہ سے ناپاک ہو سکتے ہیں۔

(ادب نمبر(۳) کی مسنونیت کی وجہ ساتھ ہی بیان کردی گئی ہے

ادب نمبر(۵) اس لئے مسنون ہے کہ اس طریقے سے قضائے حاجت کرنیوالا اپنے ہی ہاتھوں ناپاکی لگنے سے محفوظ رہتا ہے

ادب نمبر(۱۶) ادب نمبر(۱۷) ادب نمبر(۱۸) اور ادب نمبر(۱۹) اس لئے مسنون ہیں تاکہ بظاہر ان اشیاء کی توہین لازم نہ آئے اور احترام باقی رہے علاوہ ازیں بلکہ مخصوص احوال اور اثرات بھی ہوتے ہیں لہٰذا ان کا لحاظ رکھنا مسنون آداب قرار پاگئے

ادب نمبر(۲۰) اس لئے مسنون ہے کہ دونوں ہاتھوں میں سے ہر ایک کا اپنا مقام ہے دائیں ہاتھ عام طور پر کھانا کھانے کے لیے ہے لہٰذا شرمگاہ کو دھونے کے لیے اس کا استعمال اس کے اپنے مقام کے منافی ہے ہاں اگر کوئی مجبوری ہو تو کوئی حرج کی بات نہیں

ادب نمبر(۲۱) اور ادب نمبر(۲۲) اس لیے مسنون ہیں کہ اگر ایسا نہ ہو تو بسا اوقات جلد بازی کے نتیجے میں آدمی کو وہاں کی رطوبت لگ جانے سے ناپاکی کا سامنا رہتا ہے

ادب نمبر(۲۳) مسنون اس صورت میں ہے جبکہ استنجا کے لیے دوسری جگہ الگ میسر ہو ورنہ وہ مسنون ادب مجبوری کی وجہ سے مسنون ادب رہے گا۔

ادب نمبر(۲۴) اور ادب نمبر(۲۵) اس لئے مسنون قرار پاگئے ہیں تاکہ دونوں چیزوں میں ہر ایک کا اپنا اپنا مخصوص مقام اور حیثیت محفوظ رہے

ادب نمبر(۲۶) اس لیے مسنون ہے تاکہ اس مخصوص موقع پر انسان کسی بے اعتدالی کا شکار نہ رہے

ادب نمبر(۲۷) اس لیے مسنون ہے تاکہ انسان اس خاص موقع سے کسی تکلیف کا شکار نہ ہونے پر شکر الٰہی کی بجا آوری سے عہدہ برآ ہو سکے

ادب نمبر(۲۸) اس لیے مسنون ہے تاکہ مذکورہ چیزوں کا حقیقی احترام ہو

ادب نمبر(۲۹) اس لیے مسنون ہے کہ جائے ضرورت میں انسان طرح طرح کے خیالات دل میں لاتا ہے ارادے کے لحاظ سے کمزور انسان اس موقع سے سنگین بے اعتدالی کا شکار بھی ہو سکتا ہے

ادب نمبر(۳۰) اس لیے مسنون ہے کہ انسان اکثر بے قابل ستر چیز کی وجہ سے شیطان کا آلہ کار بن جاتا ہے اندام نہانی کو محفوظ رکھنے میں ناکامی کی وجہ سے آدمی اپنے آپ کو بد انجام قرار دیتا ہے لہٰذا دعائے مذکورہ کی بدولت آدمی نیک انجام بن سکتا ہے لہٰذا دعا مذکور کو جائے ضرورت سے فراغت کے سوا دیگر حالتوں میں بھی برابر ورد زبان رکھنا بہتر ہے۔

○

فقہی مسائل

آپ کے مسائل اور ان کا حل

علامہ محمد بشیر

اس عنوان کے تحت اہل اسلام کو درپیش مسائل اور ان کا حل شائع کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے لہٰذا قارئین سے استدعا ہے کہ وہ اپنے مسائل واضح اور صاف الفاظ میں تحریری طور پر ہمیں ارسال فرمائیں اس وقت ہمارے پاس محترم موسیٰ علی صاحب این ایل ٹی بونجی سنٹر کے ارسال کردہ دو سوالات پڑے ہوئے تھے ان کا شرعی حل اس شمارے میں شائع کیا گیا ہے تیسرا سوال علی خان سرینگی سیتم سکردو کا ہے۔

(س) 1۔ کیا غسل کے بدلے میں تیمم کرنے والا پانی نہ ملنے کی وجہ سے دوسری بار تیمم کرنے کی صورت میں اسی سابقہ غسل کے بدلے میں ہی تیمم کرے گا یا کوئی اور صورت ہوگی۔

(2) اگر اذان وقت نماز سے قبل دی گئی ہو تو نماز پڑھتے وقت اذان کا اعادہ ہوگا یا صرف اقامت کافی ہوگی سائل موسیٰ علی این۔ ایل۔ آئی بٹالین بونجی گلگت۔

(3) اگر دو شہروں کے اوقات طلوع آفتاب اور غروب آفتاب میں کافی حد تک غیر معمولی تفاوت پایا جاتا ہو تو ایسے ایک شہر سے نماز پڑھ کر جانے والے دوسرے شہر میں پہنچنے والے کے لیے نماز اور روزے کا کیا حکم ہوگا سائل علی خان سرینگی سیتم سکردو۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ج: (1) اگر کسی کو غسل کے بدلے میں تیمم کرنے کی ضرورت پیش آئی اور اس نے غسل کے بدلے میں تیمم کر کے نماز کی ادائیگی کر لی۔ اس کے بعد پھر اسے پھر پانی میسر نہ آئے اور وقت نماز آپہنچے تو اگر اس کا سابقہ تیمم برقرار ہو تو وہ اسی تیمم سے دوسری نماز بھی ادا کر سکتا ہے اگر اس کا سابقہ تیمم ٹوٹ چکا ہو اور ٹوٹنے کا سبب پھر غسل کا ہو تو وہ پھر غسل کے بدلے میں تیمم کرے گا اگر تیمم ٹوٹنے کا سبب وضو کا ہو تو وہ دوسری بار وضو کے بدلے میں تیمم کر کے نماز پڑھے گا۔ یہ مسئلہ قدرے تفصیل طلب ہے۔ بعض اہل فقہ کہتے ہیں۔ کہ تیمم وضو اور غسل کی طرح حدث کا ازالہ کرنے والا نہیں بلکہ تیمم ساتر حدث ہے یعنی حدث پر پردہ ڈالنے والا ہے اس نظریہ والوں کے ہاں وقت نماز داخل ہونے سے پہلے تیمم کرنا جائز نہیں اس طرح سے ان کے ہاں ایک تیمم سے صرف ایک فرض نماز پڑھی جا سکتی ہے دوسری فرض نماز کے لیے سابقہ تیمم کافی نہیں اگرچہ وہ برقرار ہی کیوں نہ ہو اس نظریہ کے حامل حضرات کے نزدیک سوال مذکورہ میں وہ شخص ہر فرض نماز کے لیے الگ الگ تیمم کیا کرے گا کیونکہ ان کے نزدیک حدث اکبر تیمم کی وجہ سے زائل نہیں ہوا بلکہ اس پر صرف تیمم کا پردہ پڑ گیا لہٰذا ایک فرض نماز کی ادائیگی کے بعد تیمم کا پردہ خود بخود چاک ہو گیا لہٰذا حدث کو مد نظر رکھتے ہوئے تیمم کرنا پڑے گا۔ بموجب شریعت محمدیہ الفقہ الاحوط کی رو سے تیمم وضو اور غسل کی طرح ازالہ حدث میں موثر ہے چنانچہ غسل اور وضو کی طرح وقت نماز داخل ہونے سے پہلے بھی تیمم کرنا جائز ہے اور بعد میں بھی اسی طرح سے ایک ہی تیمم سے کئی فرض نمازوں کی ادائیگی درست ہے سوال مذکور کی رو سے اس آدمی نے پہلے غسل کے بدلے میں تیمم کیا تو تیمم کی وجہ سے بھی حدث اکبر کا عمل ازالہ ہو گیا اگر اس کا سابقہ تیمم نہ ٹوٹا ہو تو وہ اسی ایک تیمم سے آگے

کی (فرض نمازوں کی ادائیگی کر سکے گا۔ اگر اس کا ساتھ تیمم ٹوٹ چکا ہو تو ٹوٹنے کا سبب مد نظر رکھنا ہوگا اگر تیمم ٹوٹنے کا سبب موجب غسل ہو تو وہ دوبارہ غسل ہی کے بدلے میں تیمم کرے گا۔ اگر تیمم ٹوٹنے کا سبب موجب وضو ہو تو وہ وضو کے بدلے میں تیمم کیا کرے گا۔ اگر یہی صورت حال رمضان کے مہینے میں پیش آئے تو بھی یہی حکم ہے اس کے روزے میں کوئی خلل نہیں واقع ہوگا البتہ حالت سفری وجہ سے روزہ رکھنے کا عمل موخر کیا جاسکتا ہے افضل صورت روزہ رکھنے کی ہے

ج س (۲) بموجب شریعت محمدیہ الحقہ الاحوط کی رو سے وقت نماز آنے سے قبل اذان نہیں دی جاسکتی ہے تاہم وقت صبح اس عمومیت مستثنیٰ ہے پوپھٹنے سے پہلے اذان دی جاسکتی ہے پوپھٹنے کے بعد نماز فجر کی ادائیگی سے وقت اذان کا اعادہ نہ کیا جائے تو بھی کافی ہے اگر اذان کا اعادہ کیا جائے تو یہ افضل صورت ہوگی نماز فجر کے سوا دیگر نمازوں کے لیے وقت سے پہلے اذان دی گئی ہو تو نماز پڑھتے وقت اذان کا اعادہ ضروری ہوگا یہ نماز جماعت کی صورت میں حکم ہے انفرادی طور پر نماز پڑھنے والوں کیلئے اذان اور اقامت دونوں مسنون ہیں البتہ اقامت تاکیدی پہلو کی حامل ہے۔

ج س (۳) اگر شہروں کے اوقات طلوع آفتاب اور غروب آفتاب میں تفاوت صرف نام کا ہو مثلاً" کسی شرعی حکم کی ادائیگی میں خلل انگیز نہ ہو تو آدمی کے لیے نماز وغیرہ کی ادائیگی کے سلسلے میں وہی اوقات معتبر ہونگے جہاں اس کا مستقل قیام ہوتا ہے یعنی اس کے اپنے علاقے کے اوقات کے مطابق اس کو عمل کرنا پڑے گا اگر اوقات کا تفاوت کافی حد تک ہو یعنی غیر معمولی فرق پایا جاتا ہو تو وہاں پر دو صورتیں ہو سکتی ہیں

(۱) یہ کہ اگر آدمی دوسرے شہر میں لمبا قیام کا ارادہ نہ رکھتا ہو بلکہ وہاں سے اس کا گزر ہونا متحقق ہو جاتا ہو اور اس کی جلد اپنے شہر کو واپسی مقصود ہو تو ایسی صورت میں نماز اور روزے کے لیے اس کو اپنے شہر کے اوقات کا اعتبار کرنا پڑے گا جیسا کہ مسافت قصر کے لیے ایسی صورت میں روانگی اور واپسی دونوں کا شمار کیا جاتا شرعی سفری حوالت مقصود ہونے کے لیے کافی سمجھا جاتا ہے اس کے لیے کوئی قابل ذکر نئی صورت حال کا سامنا کرنا نہیں پڑے گا

(۲) یہ کہ اگر آدمی دوسرے شہر میں طویل قیام کا ارادہ رکھتا ہو تو اس کو دوسرے شہر کے اوقات کا لحاظ رکھنا شرعاً ضروری ہوگا کیونکہ جملہ شرعی احکام اوقات اور حالات کے ساتھ گہرا تعلق رکھتے ہیں وقت بدلنے سے بھی حکم بدلتا ہے اسی طرح سے حالت کے بدلنے سے بھی حکم بدلتا ہے یہاں پر اس آدمی کے لیے اوقات کا بدلنا بھی متحقق ہو رہا ہے اور حالت کا بدلنا تو روز روشن کی طرح ثابت ہو رہا ہے لہٰذا اس کو دوسرے شہر کے لوگوں کے ساتھ نماز اور روزہ کے اوقات کے مطابق چلنا پڑے گا۔ محترم موسیٰ علی صاحب و علی خان سرنگی صاحب آپ ہمارے جواب سے مطمئن ہو سکیں گے اگر آپ کو سوالات کے جوابات میں کوئی بات مزید تشنہ تفصیل نظر آتی ہو تو ہمیں تحریری شکل میں آگاہ فرمائیں ہم آپ کو تسلی بخش جواب سے مزید مطمئن کرنے کی سعی کریں گے۔

بقیہ : خبریں

مرکزی فنانس سیکرٹری این۔ وائی ایف پاکستان جناب مراد علی کا دورہ بلتستان

مرکزی فنانس سیکرٹری این۔ وائی۔ ایف پاکستان مراد علی صاحب نے نثار علی سیکرٹری نشرو اشاعت این وائی ایف مرکزی گورنڈ یونٹ کے ہمراہ این او وائی ایف کے مختلف یونٹوں کے دورے کیے۔ دورے کا باقاعدہ آغاز مرکزی گورنڈ یونٹ سے ہوا۔ بعد میں جناب سید محمد زاہد الموسوی میر واعظ سینو کی اچانک رحلت کی خبر سن کر انہوں نے سینو جا کر مرحوم کے اہل خانہ سے تعزیت کی۔ اور مرحوم کے ایصال ثواب کے لیے دعا کی۔ بعد میں وہاں کے مقامی لوگوں اور این وائی ایف کے کارکنوں کو ہدایت کی کہ مرحوم کا جو بھی مشن زیر تکمیل ہے اسے پایہ تکمیل تک پہنچایا جائے۔ اس کے بعد وم سم اور کندوس کا بھی دورہ کرکے یونٹوں کے صدور و جنرل سیکریٹری اور مختلف مکاتب فکر کے علماء کرام، دانشور حضرات اور این وائی ایف کے نوجوانوں سے ملاقاتیں کیں۔ اس موقع پر [illegible]

باقی ص ۲۰ پر

قرآن مجید حقوق قرآن

مولوی عبدالحمید

قرآن مجید اس عظیم کے لیے نازل ہوا ہے کہ گمراہ لوگوں کو نور ہدایت کی دولت لازوال سے مالا مال کرے۔ ارشاد ربانی ہے۔

کتب انزلنہ الیک لتخرج الناس من الظلمات الی النور

(اے رسول) یہ وہ عظیم کتاب ہے جسے ہم نے تم پر نازل کیا ہے۔ تاکہ تم لوگوں کو (کفر کی) تاریکی سے (ایمان کی) روشنی میں نکال لاؤ۔

جب قرآن کا باعث نزول ہدایت و رہنمائی ہے تو جب تک ہم اس کے معانی، مفہوم سے واقف نہیں ہونگے اس کے مضامین واحکام، اوامر و نواہی، ترغیب و ترہیب، تنبیہ، وعدہ وعید، قصص، امثال اور تحلیل و تحریم سے آگاہ نہیں ہونگے اس وقت تک ہم ہدایت و رہنمائی حاصل نہیں کر سکیں گے اس لیے ضروری ہوا کہ اس کی تلاوت کے ساتھ اس کتاب مبین کے معانی و معارف سے بھی واقف ہوں۔ تلاوت کی برکت آنکھوں سے آنسوؤں کی صورت میں دلوں کی وادی پر برسا کر جب دلوں کی وادیاں سیراب ہوں تو ان غیر آباد وادیوں میں حقائق و معارف کے سبزہ و گل سارے ماحول کو پرکشش اور معطر بنا دیں گے۔ لہذا قرآن کو سمجھنا اور اس پر غور کرنا ہوگا کیونکہ ارشاد باری ہے۔

افلا یتدبرون القرآن ام علی قلوبھم اقفالھا

یہ لوگ قرآن میں کیوں غور و فکر نہیں کرتے کیا ان کے دلوں پر تالے لگے ہوئے ہیں۔ قرآن کی یہ آیت مبارکہ ہمیں اس کو سمجھنے اور اس کے معارف و حقائق میں غوطہ زن ہونے کی دعوت دے رہی ہے اور اس نکتے کی طرف اشارہ کر رہی ہے کہ دلوں کے تالے اور پردے صرف اس صورت میں کھلیں گے کہ جب اس کے مطالب و معانی میں غور و فکر کرکے اس کے پیغام ہدایت کو دلوں کی گہرائیوں میں اتاریں گے۔ ورنہ جو قرآن سے عاری لوگوں کے دلوں پر پردے پڑے ہوں گے۔ انہیں ہدایت کہاں نصیب ہوگی؟

دوسری جگہ قرآن میں یوں ارشاد ہوتا ہے۔

قد فصلنا الآیات لقوم یفقھون (الانعام ۹۸/۶)

تحقیق ہم نے آیات کو تفصیل سے بیان کیا ہے اس قوم کے لئے جو سمجھ رکھتی ہے اور اس قرآن کو سمجھنے کی کوشش کرتی ہے۔

ایک جگہ یوں ارشاد فرمایا۔ **کذالک یبین لھم الآیات لعلھم یتفکرون (البقرہ ۲۶۶/۲)**

اسی طرح اللہ نے ان کے لیے آیتوں کو بیان فرمایا ہے تاکہ وہ لوگ غور و فکر کریں پھر ارشاد ہوا **کذالک نفصل الآیات لعلھم یتفکرون (یونس ۲۴/۱۰)**

گویا آیات قرآنی کے بیان کا مقصد اس کو سمجھنا اور غور و فکر کرنا ہے اور جو لوگ اس کو سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے ان کے بارے میں اللہ یوں ارشاد فرماتا ہے۔

طبع اللہ علی قلوبھم فھم لا یفقھون

ان کے دلوں پر مہر لگا دی گئی ہے پس وہ لوگ اس قرآن کو نہیں سمجھتے ان آیات کریمہ کی روشنی میں یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ قرآن کو سمجھنے اور اس میں غور و فکر کرنے کا حق پہلے دو حقوق سے زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔ اور اس کو سمجھنا ہی اصل ہدایت کا ضامن ہے۔ جب کوئی اس کتاب مبین پر ایمان لے آیا تو مومن ہوا اسکی تلاوت کی تو قاری ہوا۔ اس کے معانی و مطالب سمجھ گیا تو مدبر ہوا لہذا قرآن اب اپنے آخری اور سب سے اہم حق کا مطالبہ کرتا ہے کہ مجھ پر عمل کیا جائے میرے اوامر پر دل و جان سے عمل پیرا ہوا جائے اور نواہی کو زہر ہلاہل سمجھتے ہوئے اس سے کوسوں دور رہا جائے۔ کیونکہ کامیابی اور کامرانی کا دارومدار ایمان اور عمل

عمل پر موقوف ہے۔

جناب حضرت علی علیہ السلام ایمان اور عمل کا رشتہ یوں بیان فرماتے ہیں

عن امیر المومنین علی علیہ السلام الایمان والعمل شریکان فی قرن لا یقبل اللہ تعالی احدھما الا بصاحبہ (کنز العمال)

حضرت علی سے روایت ہے کہ ایمان اور عمل ایک جگہ میں شریک ہیں اللہ تعالیٰ ان میں سے کسی کو بھی دوسرے کے بغیر قبول نہیں فرمائے گا۔

دعوات صوفیہ نور علیہ ایمان اور عمل کے تعلق کو یوں بیان کرتا ہے۔

ایمان کے چار ارکان ہیں۔ تصدیق بدل۔ اقرار بہ زبان۔ عمل بہ تن۔ متابعت سنت۔

اگر تصدیق بہ دل اور اقرار بہ زبان ہو مگر بدن کا عمل نہ ہو تو ایسا شخص فاسق ہے۔

قرآن مجید کی بیسیوں آیات اس امر کی طرف ہمیں متوجہ کرتی ہیں۔ ارشاد باری ہے **ان الانسان لفی خسر الا الذین امنوا وعملو الصالحت (العصر)**

بے شک انسان خسارے میں ہے مگر وہ لوگ نہیں جو ایمان لے آئے اور نیک عمل کیے دوسری جگہ یوں ارشاد ہوا **ان الذین امنوا وعملو الصالحت لھم جنت** بے شک جو لوگ ایمان لے آئے اور نیک اعمال کیے ان کے لیے جنات ہیں (البروج ۸۵:۱۱)

ایک جگہ یوں ارشاد فرمایا **ان الذین امنوا وعملو الصالحت اولئک ھم خیر البریہ**

بے شک جو لوگ ایمان لے آئے اور نیک عمل کیے وہی لوگ بہتر ہیں (البینہ ۹۸:۷)

سورۃ الفاطر میں یوں ارشاد ہوا ہے۔

والذین امنوا وعملوا الصالحت لھم مغفرۃ واجر کریم (الفاطر ۳۵:۷)

اور جن لوگوں نے ایمان قبول کیا اور اچھے کام کیے ان کے لیے گناہوں کی مغفرت اور نہایت اچھا بدلہ (بخشش) ہے۔

قرآن کے ساتھ ہمارا رویہ

قرآن مجید دنیا کی ایک واحد اور منفرد کتاب ہے جسے سب سے زیادہ پڑھا جاتا ہے سمجھنے والے بھی پڑھتے ہیں اور نہ سمجھنے والے بھی حصول ثواب اور رحمت و برکت کے لیے پڑھتے ہیں مگر افسوس کہ اس دور زوال میں ہم نے قرآن سے اپنا رشتہ کس طرح توڑ ڈالا ہے اور ہم قرآن سے کتنے دور ہیں، اور قرآن کے ساتھ ہمارا رویہ اتنا بھی ہمدردانہ اور منصفانہ نہیں جتنا ڈاکٹر کے نسخے، کسی دوست کے خط، رقعہ یا ٹیلی گرام، بجلی کے بل اور اراضی کی نقل کے ساتھ کہ اگر خود نہ پڑھ یا سمجھ سکیں۔ تو کسی سمجھدار سے سمجھے بغیر نیند نہیں آتی، سکون برباد ہو جاتا ہے۔ کھانا پینا حرام ہو جاتا ہے۔ لیکن اللہ کا وہ آخری پیغام جو دنیا کے امن و آشتی، راحت و سکون، عدل و انصاف، مساوات، حفاظت و صحت اور آخرت میں نجات کا ضامن ہے اس پر ایمان اور عقیدت و محبت رکھنے والے مسلمانوں کی بڑی تعداد نہ پڑھنے کی زحمت کرتی ہے اور نہ سمجھنے کی جس کی وجہ سے ہم مسلمان بھی اس کی برکتوں سے محروم ہیں اور ہماری وجہ سے باقی دنیا بھی۔ کیا ہم نے اپنے دوست کے خط کے ساتھ بھی ایسا سلوک کیا ہے؟ ہرگز نہیں۔ پھر ہمارے علماء، دانشور، اہل علم اور سربراہان اللہ کے حضور کیا جواب دیں گے؟ اس کا بجز غفلت کا کیا جواز پیش کریں گے۔

آقائے دو جہان کا استغاثہ

قیامت کے دن حضور اکرم تارک قرآن کے خلاف یوں استغاثہ پیش کریں گے۔

وقال الرسول یا رب ان قومی اتخذوا ھذا القرآن مھجورا (الفرقان ۳۰)

رسول عرض کریں گے اے میرے پروردگار بے شک میری قوم نے اس قرآن کو چھوڑ دیا تھا لہذا ہمیں اس ساعت اور وقت سے ڈرنا چاہیے کہ جب رسول ہمارے خلاف استغاثہ پیش کریں۔ اور ہم اللہ کی بارگاہ میں رسول کے سامنے شرمندہ کھڑے ہوں۔

اسلامی تصوّف اور صوفیانہ ادب

تحریر: [illegible]

دین اسلام میں جو روحانی تحریک چلی اسے تصوف کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ صوفی ایسا مسلمان ہے جو اپنے آپ کو اپنے خالق کی قربت اور وصال کی سعی و جستجو کے لیے وقف کر دے۔ تصوف عربی زبان کا لفظ ہے جو صوف (یعنی اون) سے نکلا ہے۔ اس زمانے میں جب دنیادار لوگ ریشم و کمخواب میں ملبوس ہونے کو باعث فخر سمجھتے تھے، صوفیوں نے اپنی امتیازی شان قائم کرنے کے لیے اون یا پشمینہ کا کھردرا لباس زیب تن کرنا شروع کیا۔ جسے وہ علائق دنیا سے لاتعلقی اور مادی آسائشوں سے بیزاری کی ایک علامت سمجھتے تھے۔

خود پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفیٰ کے خالق حقیقی کے ساتھ روحانی تعلق میں ایک صوفیانہ شعور کار فرما تھا اور لفظ "صوفیانہ" ہی اس روحانی تجربہ کا بہترین طور پر اظہار کر سکتا ہے جس کے وسیلے سے ذات احدی نے اپنے پیغمبر کے ذریعے اپنا نور انسان تک پہنچایا۔ قرآن مجید جو کہ رسول خدا پر نازل ہونے والی وحی سے ترتیب پانے والی کتاب ہے، اس میں متعدد مقامات پر صوفیانہ مضامین موجود ہیں۔ جس کی چند مثالیں درج ذیل ہیں:

۱۔ اور جب تجھ سے پوچھیں میرے بندے مجھ کو سو میں تو قریب ہوں۔ قبول کرتا ہوں دعا مانگنے والے کی دعا کو جب مجھ سے دعا مانگے تو چاہیے کہ وہ حکم مانیں میرا اور یقین لائیں تاکہ نیک راہ پر آئیں
(البقرہ آیت ۱۸۶)

۲۔ جو کوئی ہے زمین پر فنا ہونے والا ہے اور باقی رہے گا منہ تیرے رب کا بزرگی اور عظمت والا۔ (الرحمٰن۔ آیت ۲۷)

۳۔ اور جب نکالا تیرے رب نے بنی آدم کی پیٹھوں سے ان کی اولاد کو اور اقرار کرایا ان سے ان کی جانوں پر، کیا میں نہیں ہوں تمہارا رب؟ بولے ہاں ہم اقرار کرتے ہیں۔ (الاعراف آیت ۱۷۲)

زہد و ریاضت جو صوفیانہ تربیت کے لیے ضروری ہے وہ [illegible] حضرت محمد مصطفیٰ کی سیرت طیبہ کا حصہ تھی بلکہ آپ کے کئی صحابہ بھی ان صفات سے متصف تھے۔ اسلام کے ابتدائی دور میں بھی جب اسلامی فتوحات اپنے عروج پر تھیں اور روم اور ایران جیسی عظیم سلطنتوں کے زیر نگیں آنے کے بعد مسلمانوں کے دنیوی مال و اسباب میں بے حد اضافہ ہوا تھا، راسخ العقیدہ مسلمان صحرا کی کٹھن اور سادہ زندگی چھوڑنے پر تیار نہ ہوئے اور ان کا صوفیانہ مزاج قائم رہا۔ یہی حال سردارانِ عرب کا تھا اور عوام الناس ان کی تقلید کو قابل فخر سمجھتے تھے۔ لیکن رفتار زمانہ کے ساتھ یہ کیفیت بہت دیر تک قائم نہ رہ سکی۔ جب فتوحات کا سلسلہ مزید وسیع ہوا اور انتظام و انصرام سلطنت کے امور پیچیدہ تر ہو گئے تو مسلمانوں کے زہد و تقویٰ پر دنیاداری کا رنگ غالب آنا شروع ہو گیا۔

آٹھویں صدی کے اواخر میں پرہیزگار مسلمانوں نے جو تمام تر ابتلاء اور آلائش دنیوی کے باوجود اسلام کی حقیقی روح سے وابستہ تھے اپنے آپ کو چھوٹے گروہوں کی صورت میں اکٹھا کرنا شروع کیا تاکہ ایک دوسرے کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے مشترکہ مقصد کے حصول کے لیے جدوجہد کریں۔ ان لوگوں نے مادی آسائشوں کی دوڑ سے لاتعلقی اختیار کرتے ہوئے اون پہننا شروع کیا اور یوں "صوفی" کے نام سے مشہور ہوئے۔ یہ تحریک سلطنت اسلامی کے مختلف حصوں میں بیک وقت مقبول ہوئی لیکن صوفیانہ تحریک کی ابتداء دراصل خود پیغمبر اسلام کے زمانہ مبارک میں ہو چکی تھی

۔۔۔ نے اپنے چچا زاد اور داماد حضرت علی ابن ابی طالب کو اپنا خرقہ عطا فرمایا اور تمام اسرارِ روحانی سے آگاہ فرمایا اور وہی علم اور حکمت عطا فرمائی جو دنیا کے ہر علم اور حکمت پر فوقیت رکھتے ہیں۔ حضرت علی نے یہ خرقہ اور روحانی ورثہ اپنے چند مریدین کو عطا فرمایا اور یوں وہ روحانی سلسلے شروع ہوئے جن کی وساطت سے حقیقت کا علم نسل در نسل منتقل ہوتا رہا۔ دوسری نمایاں ترین شخصیت حضرت سلمان فارسی کی ہے جن کا تعلق فارس یا ایران سے تھا اور غزوہ خندق میں شریک ہوئے تھے۔ سلمان اسلامی ایران کا پہلا صوفی تھا اور ان کی وساطت سے ایران میں صوفیاء کے بے شمار سلسلے چلے۔

تصوف اور ایران

عراق، عرب اور سینائی کے علاوہ بصرہ، کوفہ، دمشق، قاہرہ اور بغداد ایسے شہر تھے جہاں صوفی تحریک کی ابتداء اور نشوونما ہوئی۔ عین اسی زمانے میں تصوف کے ایک غیر معمولی طاقت اور اہمیت کے حامل مکتبِ فکر کا آغاز خراسان کے شہر میں بھی ہوا۔ یہ شہر مشرقِ وسطیٰ اور مشرقِ بعید کے درمیان ایک پل کی حیثیت رکھتا ہے۔ اولیائے ایران میں سب سے پہلی اہم تاریخی شخصیت حضرت ابراہیم ابن ادھم ہیں جو بلخ کے شہزادے تھے اور ان کا تصوف کی طرف مائل ہونے کا قصہ گوتم بدھ کے علائقِ دنیا سے کنارہ کش ہونے سے مماثل قرار دیا جاسکتا ہے۔ ابراہیم نے روحانی ریاضت کے سلسلے میں بلخ سے شام تک کا سفر کیا اور ۷۸۰ء میں بازنطینیوں سے لڑتے ہوئے شہید ہوئے۔ آپ نے شام اور ایران کے بہت سے صوفیوں سے ملاقات کی تھی۔

ابراہیم ادھم کی حیرت انگیز مثال اگرچہ اپنی مثال آپ تھی مگر یہ وہ خراسان کے عظیم نابغہ روزگار صوفی ابو یزید بسطامی کے سامنے ماند پڑ گئی۔ ان کے احوال و اقوال ان کی عظیم روحانیت کا پتہ دیتے ہیں۔ ایک طویل ریاضت اور مراقبے کے بعد وہ شعور کی اس منزل پر پہنچے جہاں انہوں نے اپنی ذات کو ذاتِ خداوندی میں فنا ہوتے ہوئے محسوس کیا۔ واحد کا واحد کی طرف یہ سفر معراج کی طرح کا تجربہ تھا۔ تصوف میں سکر کی روایت کا آغاز بھی ابو یزید بسطامی سے ہوا جس کے مقابل بغداد میں جنید کا مکتبِ فکر ہوشمندی کا داعی تھا۔ جنید جنہوں نے ابو یزید کی سرمستی پر تبصرہ کیا ہے آخر اسی نتیجے پر پہنچے کہ انجام کار بندے کی خودی معبود کی عظیم تر خودی میں شامل ہو جاتی ہے لیکن ان حقائق کے اظہار میں انہوں نے احتیاط پسندی کا ثبوت دیا اور اپنے نقطہ نظر کو قرآن اور حدیث کے متعدد ارشادات کی "متوافقانہ" تشریح کے ذریعے تقویت دی۔

دسویں صدی کے ابتدائی سالوں میں روایت پسند مسلمانوں نے صوفیاء کے روحانی دعوؤں کی مخالفت اس وقت شروع کی جب ایرانی صوفی حلاج نے انا الحق کا نعرہ لگایا اور [illegible] میں بغداد میں انہیں سولی پر لٹکایا گیا۔ اس واقعے کے بعد اکثر صوفیا نے مذہبی روایت پسندی کے ساتھ مصالحانہ رویہ اپنانا شروع کیا اور کئی ایسی کتابیں تصنیف کیں جن میں خالص اسلامی شریعت کے اصول کے مطابق صوفیانہ اقدار کی تشریح کی گئی۔ ایسے مصنفین میں السراج طوسی، ابو بکر اور القشیری نیشاپوری شامل ہیں۔ السلامی کا تعلق بھی نیشاپور سے تھا جنہوں نے صوفیاء کی سوانح عمریاں لکھیں۔ جب کہ ابو نعیم نے جن کا تعلق اصفہان سے تھا صوفیاء کا سب سے بڑا تذکرہ "جواہر الاولیاء" کے نام سے تصنیف کیا۔

ان تمام مصنفین کی تصانیف عربی زبان میں تھیں۔ لیکن ایران میں سیاسی احیائے نو کے ساتھ ساتھ صفوی اور سلجوقی دور میں فارسی زبان کو فروغ حاصل ہوا اور گیارہویں صدی میں فارسی میں پہلی صوفیانہ تصنیف "کشف المحجوب" معرضِ وجود میں آئی جو القشیری کے مشہور "رسالہ" کی ہم پلہ ہے اسی اثناء میں الانصاری ہراتی نے جنہوں نے عربی میں پہلے ہی کئی قابلِ قدر کتابیں تصنیف کی تھیں فارسی کی طرف توجہ کی اور مشہور "مناجات" لکھی نیز السلامی کے "طبقات صوفیاء" کو بھی فارسی میں منتقل کیا۔

اسی دوران ابو سعید ابو الخیر نے جو ایک عظیم روحانی کمالات کے حامل بزرگ تھے، عظیم فلسفی بو علی سینا سے بھی تبادلہ خیالات کیا ۔۔۔ تھے۔ ۔۔۔ اپنی واردات روحانی کے اظہار کا ذریعہ بنایا۔ اس کے ہم عصر بابا طاہر عریاں نے جو ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ رباعی ۔۔۔ کا وسیلہ بنایا اور محبوب ۔۔۔

حسن کو ایک ارضی محبوب کے پیرایے میں بیان کیا۔

اس صوفیانہ ادب کا مرکزی نکتہ عاشق (صوفی) کے اپنے معشوق (ذات خداوندی) سے قرب وصال کی تمنا تھا۔ یوں ایک اعلیٰ صوفیانہ ادب نے جنم لیا جس میں نہایت معنی خیز صوفیانہ علامات اور استعارے استعمال ہونے لگے۔ اس نئی روایت کا استعمال کرتے ہوئے احمد غزالی نے جو مشہور حجۃ الاسلام امام محمد غزالی کے برادر حقیقی تھے فارسی زبان میں ایک نہایت عالمانہ اور فصاحت و بلاغت سے معمور کتاب "سوانح" تصنیف کی جس میں تصوف اور مذہبی روایت پرستی کے درمیان موافقت پیدا کرنے کی سعی کی تکمیل کی گئی ہے۔

سوانح میں عاشق، معشوق اور عشق کی تثلیث پر نہایت خوبصورت نثری اور منظوم افکار ضبط تحریر میں لائے گئے ہیں اس روایت کی بعد ازاں عین القضات ہمدانی، عراقی اور جامی نے بھی پیروی کی۔

بارھویں صدی میں غزل کو بھی صوفیانہ خیالات کا اظہار کا ذریعہ بنایا گیا اسی طرح ناصر خسرو نے قصیدے کو بھی مذہبی موضوعات کے لیے استعمال کیا یوں عظیم فارسی صوفی شاعر سنائی کی شاعری کے لیے راستہ ہموار ہو گیا جس نے اپنی زندگی صوفیانہ نظام کی تبلیغ کے لیے وقف کر دی۔ قصیدہ غزل اور رباعی کو بھی تمثیل نگاری وسیلہ اظہار بناتے ہوئے سنائی نے مثنوی کا سہارا لیا جس کی تقلید بعد ازاں عطار، رومی اور بے شمار دیگر صوفی شعراء نے کی۔ سنائی کی حدیقۃ الحقیقہ دراصل نظم میں القشیری اور ہجویری کی نثری تصنیف کا خلاصہ ہے۔ ان عظیم ادبی کاوشوں کے علاوہ ایک نئی روایت بھی پیدا ہوا اور سہروردی مقتول نے (جنہیں ۱۱۹۱ء میں قتل کیا گیا) فلسفیانہ تجربات ترک کر کے تصوف کا راستہ اختیار کیا اور الساوی کی کتاب "قصہ ... پرندے" کی تصنیف کی جس میں کلیہ و دمنہ کی طرز کو اختیار کیا گیا۔ اس تصنیف میں عربی شاعری اور قرآن سے حوالے دیئے گئے ہیں۔ ان کی تشریح میری تصنیف "کلاسیکل ... " میں دیکھی جا سکتی ہے۔ یہ ہمیں عطار کی عظیم کہانیوں، ... منطق الطیر کی یاد دلاتی ہے جس کا انگریزی ترجمہ ... نے Bird Parliament کے نام سے کیا ہے۔

دوران اکابر صوفیاء کی طویل سوانح عمریاں لکھنے کا رجحان مقبول ہوا۔ چنانچہ السلامی نے بایزید بسطامی کی زندگی اور اقوال کو مرتب کیا۔ السلامی نے اپنے استاد ابن الخفیف شیرازی کی سوانح عمری مرتب کی جبکہ رومی کے عقیدت مندوں نے فیہ مافیہ کے نام سے اس عظیم صوفی کے شب و روز کی سرگزشت قلمبند کی۔ مزید برآں خود رومی نے اپنی خود نوشت معارف لکھی جس میں انہوں نے اپنے روحانی تجربات کا گراں قدر ذخیرہ محفوظ کیا ہے۔ انہی کتابوں میں ایک کتاب عظیم صوفی شاعر فرید الدین عطار کی تذکرۃ الاولیاء بھی ہے۔ عطار کی اس کتاب میں جن روایتی کتابوں سے فائدہ اٹھایا گیا ہے وہ یہ ہیں ۱۔ ابو جعفر محمد بن محمد الخلدی کی "حکایات المشائخ"۔ ۲۔ ابو نصر عبداللہ ابن علی السراج کی "کتاب اللمع"۔ ۳۔ ابو عبدالرحمن محمد ابن الحسین السلامی کی "طبقات الصوفیاء"۔ ۴۔ ابو نعیم احمد ابن عبداللہ الاصفہانی کی "حلیۃ الاولیاء"۔ ۵۔ ابو القاسم القشیری کی "الرسالہ" اور ابو الحسن الہجویری کی "کشف المحجوب"۔

سلسلۃ الذہب / سند شریعت محمدیہ کما کان فی زمانہ

محمد اسماعیل قریشی

قرآن پاک اللہ کا کلام ہے جسکی حفاظت کا اللہ نے ہی ذمہ لے رکھا ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد ہے **نحن نزلنا الذکر وانہ لحافظون** ہم نے ہی ذکر قرآن کو نازل کیا اور ہم ہی اسکی حفاظت کرنے والے ہیں۔ نیز فرمودات رسول کے من جانب اللہ ہونے کے بارے میں بھی قرآن نے گواہی دی ہوئی ہے **وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ** یعنی حضور پاک نے اپنی من پسند کوئی بات نہیں کی بلکہ آپ کے فرمان کے پس منظر میں وحی الٰہی ہے لہٰذا جہاں قرآن پاک کے بارے میں فرمایا بے شک یہ کتاب متقین کیلئے ہدایت ہے وہاں رسول پاک کے بارے میں قرآن پاک میں ارشاد ہوا ہے **قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ و یغفرلکم ذنوبکم** یعنی اے رسول ان لوگوں سے جو اللہ سے محبت کرنے کے دعویدار ہیں کہہ دیجئے کہ تم میری اتباع کرو تاکہ تمہارے گناہ بخشے جائیں اور اللہ تم سے محبت کرے۔ قرآن شناسی اور رسول شناسی ایک مسلمان کیلئے بہت ضروری ہے۔ کیونکہ نجات کی راہ قرآنی تعلیمات اور اسوہ رسول کی اتباع میں ہے علماء کے علاوہ اور لوگوں سے قرآن شناسی اور رسول شناسی ممکن نہیں ہے مگر علماء کی پہچان کیلئے قرآن میں ایک واضح آیت موجود ہے جس میں فرمایا گیا ہے **انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء** یعنی یقیناً بندوں میں علماء ہی ڈرتے ہیں۔ پس اللہ نے اس شخص کو عالم ٹھہرایا جو خدا ترس ہو اور اسکے دل میں خدا خوفی کا جذبہ ہو۔

قرآن پاک ہمارے درمیان موجود ہے تمام مسلمانوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ قرآن پاک اپنی اصل حالت میں بغیر کمی بیشی کے موجود ہے اور یہ ایک معجزہ ہے کہ قرآن تا قیامت بغیر تحریف کے رہیگا یہ الگ بات ہے کہ بدقسمتی سے امت محمدیہ مختلف فرقوں اور گروہوں میں بٹی ہوئی ہے اور اس گروہ بندی کا ایک سبب یہ رہا ہے کہ مختلف فرقوں کے پیروکاروں کے ہاں قرآن پاک کی آیات متشابہات اور اشارۃ النص کی تاویلات مختلف کی گئی ہیں اور کئی مقامات پر مختلف آیتوں کے شان نزول کے بارے میں مختلف گروہ ایک دوسرے سے اختلاف کرتے آئے ہیں دوسرا سبب یہ ہے کہ احادیث نبوی کی تدوین میں معیار سند کو ملحوظ رکھے بغیر چند احادیث کو جب ایک گروہ صحیح قرار دیتا ہے تو دوسرا گروہ اسے غیر معتبر اور ضعیف سمجھ کر نظرانداز کرنے لگتا ہے پھر بھی یہ ایک مسلمہ اتفاقی بات ہے کہ ایسی حدیث کو جس کی سند راوی سے لیکر رسول کریم تک متصل ہو اور شروع سے آخر تک سند کا سلسلہ کہیں ٹوٹنے نہ پائے راویوں کی کوئی کڑی غائب نہ ہو، تمام راوی جانے پہچانے اور صدق مقال ہوں یہ حدیث کسی اور معتبر حدیث کی مخالف نہ ہو کوئی پوشیدہ عیب علت اس میں موجود نہ ہو اور راوی میں اوصاف صداقت و عدالت بدرجہ کمال ہوں تو اس حدیث کو متفقہ طور پر صحیح لذاتہ کہا جاتا ہے۔ سارے مکاتب فکر کے ہاں اسلام کی تعلیم کا ماخذ متفقہ طور پر وحی ہے جس سے توحید رسالت ملائکہ اور کتب سماوی پر مسلمانوں کا ایمان ہونا ظاہر ہے اور یہ بھی سارے مسلمانوں کا جزو ایمان ہے کہ مرنے کے بعد سب لوگ پھر زندہ کیے جائیں گے اور ان سے دنیا کے اعمال کے مطابق ان کا حساب ہوگا جن کے نیک اعمال ہوں ان کو خلد بریں میں جگہ ملے گی مگر کافروں، منافقوں اور گنہگاروں کا ٹھکانہ جہنم ہوگا۔ کلمہ شہادتین کا اقرار سارے مسلمان کرتے ہیں سارے مسلمان خانہ کعبہ کی طرف رخ کرکے نماز پنجگانہ پڑھتے ہیں ماہ رمضان کے روزے رکھتے ہیں صاحب نصاب ہونے کی صورت میں زکوٰۃ دیتے ہیں اور مالی استطاعت حاصل کرنے کے بعد بیت اللہ کا حج ادا کرتے ہیں۔ مگر انتہائی افسوس کی بات ہے کہ امت کا شیرازہ بکھرا ہوا ہے جس کا مداوا کرنے کے لیے آج سے چھ سو سال قبل سید العارفین حضرت شاہ سید محمد نوربخش نے نہ صرف فکر کیا بلکہ عالم اسلام کے اتحاد کیلئے ایک [illegible]

نے مسلمانان عالم میں فروعی اختلافات ختم کرنے کیلئے "الفقہ الاحوط" اور اصول اللافقیوں کی نشاندہی کرتے ہوئے "رسالہ اعتقادیہ" لکھ دیا جو اس وقت بھی اتحاد بین المسلمین کے لیے مشعل راہ ہیں۔ آپ نے ایمان و ہدایۂ اسلام کے ماننے والوں کو کسی فروعی مسئلے میں اختلاف کی بناء پر کافر یا باطل کہنے سے سختی سے منع فرمایا ہے آپ نے فقہ الاحوط کے باب امر بالمعروف و نہی عن المنکر میں ایسے مسائل کے بارے میں جس میں امت سلف کا اتفاق نہ ہو اور جن کے بارے میں کافی علم نہ ہو تمام مسلمانوں کو لب کشائی کرنے سے احتراز کرنے کا درس دیا ہے حضرت شاہ سید محمد نوربخش کی تعلیمات کی سند حسب ذیل ہے۔

۱۔ سید محمد نوربخش شاگرد تھے اور آپ نے تعلیم پائی خواجہ اسحاق ختلانی سے

۲۔ حضرت خواجہ اسحاق ختلانی شاگرد تھے اور آپ نے تعلیم پائی سید علی ہمدانی سے

۳۔ سید علی ہمدانی شاگرد تھے اور آپ نے تعلیم پائی محمود مزدقانی سے

۴۔ محمود مزدقانی شاگرد تھے اور آپ نے تعلیم پائی علاؤ الدولہ سمنانی سے

۵۔ علاؤ الدولہ سمنانی شاگرد تھے اور آپ نے تعلیم پائی شیخ نور الدین محمود اسفرائنی سے

۶۔ شیخ محمود نور الدین اسفرائنی شاگرد تھے اور آپ نے تعلیم پائی شیخ احمد ذاکر جورجانی سے

۷۔ شیخ احمد ذاکر جورجانی شاگرد تھے اور آپ نے تعلیم پائی شیخ علی لالہ سے

۸۔ شیخ علی لالہ شاگرد تھے اور آپ نے تعلیم پائی نجم الدین کبریٰ سے

۹۔ حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ شاگرد تھے اور آپ نے تعلیم پائی شیخ عمار بن یاسر بدلیسی سے

۱۰۔ شیخ عمار یاسر بدلیسی شاگرد تھے اور آپ نے تعلیم پائی ابو نجیب سہروردی سے

۱۱۔ شیخ ابو نجیب سہروردی شاگرد تھے اور آپ نے تعلیم پائی شیخ احمد غزالی سے

۱۲۔ شیخ احمد غزالی شاگرد تھے اور آپ نے تعلیم پائی شیخ ابوبکر نساج سے

۱۳۔ شیخ ابوبکر نساج شاگرد تھے اور آپ نے تعلیم پائی شیخ ابوالقاسم جورجانی سے

۱۴۔ شیخ ابوالقاسم جورجانی شاگرد تھے اور آپ نے تعلیم پائی شیخ ابو عثمان مغربی سے

۱۵۔ شیخ ابو عثمان مغربی شاگرد تھے اور آپ نے تعلیم پائی شیخ ابو علی کاتب سے

۱۶۔ شیخ ابو علی کاتب شاگرد تھے اور آپ نے تعلیم پائی شیخ جنید بغدادی سے

۱۸۔ شیخ جنید بغدادی شاگرد تھے اور آپ نے تعلیم پائی شیخ سری سقطی سے

۱۹۔ شیخ سری سقطی شاگرد تھے اور آپ نے تعلیم پائی شیخ معروف کرخی سے

۲۰۔ شیخ معروف کرخی شاگرد تھے اور آپ نے تعلیم پائی حضرت امام علی رضا سے

۲۱۔ امام علی رضا شاگرد تھے اور آپ نے تعلیم پائی امام موسیٰ کاظم سے

۲۲۔ امام موسیٰ کاظم شاگرد تھے اور آپ نے تعلیم پائی امام جعفر الصادق سے

۲۳۔ امام جعفر الصادق شاگرد تھے اور آپ نے تعلیم پائی امام محمد باقر سے

۲۴۔ امام محمد باقر شاگرد تھے اور آپ نے تعلیم پائی امام زین العابدین سے

۲۵۔ حضرت امام زین العابدین شاگرد تھے اور آپ نے تعلیم پائی حضرت امام حسین شہید کربلا سے

۲۶۔ امام حسین شاگرد تھے اور آپ نے تعلیم پائی امام الاولیاء حضرت علی سے

۲۷۔ امام الاولیاء حضرت علی شاگرد تھے اور آپ نے تعلیم پائی خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ سے

مذہب ... کی تعلیمات جن راویوں سے حضرت شاہ سید محمد نوربخش نے نقل کی ہے وہ اپنے اپنے دور کے امام زمانہ اور بڑے بڑے عارف و صوفی تھے جن کی صداقت و عدالت معتبر تواریخ اور احادیث کی کتب سے ثابت ہے لہذا سید محمد نوربخش نے بجا طور پر فرمایا ... ان اولہ اختلاف من بین هذہ الامۃ اولا

غلام حسن نوربخش

احوال و آثار شیخ سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا نام سری کنیت ابوالحسن بعض کے نزدیک ابوالحسن اور والد کا نام مغلس تھا۔ چونکہ آپ کباڑی کی دکان چلاتے تھے اس لیے بغداد بھر میں سقطی یعنی کباڑی سے نام سے معروف تھے۔ کباڑی کے ذریعے رزق حلال [illegible] کے ساتھ ساتھ آپ شیخ الوقت حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت تھے۔ نیز آپ حضرت امام علی رضا [illegible] سے بھی فیضیاب ہوتے تھے۔ [illegible] مشہور عارف حضرت حبیب راعی، ابوالفتح علی الموصلی، بشر حافی اور ذوالنون مصری سے بھی اکتساب فیض کیا کرتے تھے۔

اساتذہ

آپ کے حالات اور تعلیمات کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ آپ نے اچھی تعلیم پائی تھی۔ چونکہ آپ کا دور خلافت بنی عباس کا سنہری دور ہے اس زمانے میں بغداد علوم و فنون کا مرکز ہی نہ تھا بلکہ علم و فضل والوں کا گڑھ بنا ہوا تھا۔ زندگی کے ہر شعبے سے تعلق رکھنے والے دنیا کے کونے کونے سے بغداد آتے اور اپنے اپنے فن اور مہارت کا مظاہرہ کرتے تھے۔ علماء و فضلاء کی کثرت، حکمرانوں اور امراء کی علم پروری نے بغداد کو عروس البلاد بنا دیا تھا۔ گلی گلی اور کوچے کوچے میں علم و فن کا چرچا تھا۔ اس علمی ماحول میں حضرت سری سقطی نے بھی مروجہ علوم سے کافی حصہ لیا تھا۔ تاہم یہ حقیقت ہے کہ تاریخ و تذکرہ کی کتابوں میں حضرت معروف کرخی کے سوا کسی اور استاد کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ اور حضرت معروف کرخی آپ کے روحانی استاد، مرشد اور شیخ طریقت تھے۔

مریدین

آپ [illegible] شیخ طریقت تھے [illegible] آپ سے [illegible] تھے [illegible] آپ [illegible] کی [illegible] تصوف اور معرفت [illegible] تھے [illegible] آپ کے مریدوں سے درج ذیل بہت مشہور ہیں۔ ۱۔ حضرت [illegible] ۲۔ حضرت ابوالحسن محمد [illegible] ۳۔ حضرت [illegible] بن حنبل اور ۴۔ حضرت ابوسعید احمد بن الخراز۔

گلہائے ثناء

مختلف بزرگوں نے آپ کے فضائل و مناقب کا تذکرہ کیا ہے۔ ذیل میں بعض مناقب پیش کیے جاتے ہیں۔

— عطار نیشاپوری

شیخ وقت حضرت سری سقطی اہل تصوف اور اہل شوق کے امام تھے، رموز و اشارات میں عجوبہ روزگار تھے۔

— میر سید محمد نوربخش

دگر شیخ صوری و شیخ شش سری است
کہ در شرع سقطی و درا سروری است

— عبدالرحمٰن جامی

زہد و تقویٰ، یقین، خوف، خشیت، خوش [illegible] استقلال درجہ رکھتے تھے معاصرین میں کوئی بھی آپ سے [illegible] رکھتا تھا۔

— قاضی جہان [illegible]

نسبت سوم سری سقطی
عارف حق [illegible] سقطی

— نوراللہ شوشتری

آپ جنید بغدادی کے ماموں، استاد اور تمام اولیائے بغداد کے استاد ہیں اور معروف کرخی کے شاگرد رشید ہیں

۔ مسعود علی شیرازی

آپ طبقہ دوئم کی ممتاز شخصیت ہیں جن سے طبقہ ثالث کے مشائخ وابستہ ہیں۔ آپ کو امام اہل تصوف بھی کہتے ہیں۔ آپ علم و عمل، خلق، ادب اور شفقت میں فرید تھے۔

۔ [illegible]

آپ حضرت معروف کرخی کے مرید تھے۔ [illegible] زمانہ اور شیخ وقت [illegible] اہل تصوف تھے۔ [illegible] میں کامل تھے

۔ علی ہجویری

ابوالحسن سری بن المغلس السقطی [illegible] اہل تصوف ابوالحسن سری بن مغلس السقطی امام تصوف [illegible] علم [illegible] یگانہ روزگار تھے۔ انصاف [illegible] یگانہ روزگار تھے۔

۔ شیخ فریدالدین عطار

خواجہ سری سقطی ہی با اتفاق [illegible] آمد

[illegible] از صحبت [illegible] وصف [illegible]

رحمت حق [illegible]

در فراوانی [illegible]

۔ رشید احمد ارشد

سری سقطی اور جنید بغدادی تمام اہل بغداد کے استاد ہیں۔ پرہیز گاری اور علم توحید میں یگانۂ زمانہ تھے۔ بغداد کے اکثر پیران طریقت کی نسبت آپ تک پہنچتی ہے۔

۔ ضیاء الحسن فاروقی

حضرت سری سقطی ایک بڑے عالم تھے اور تصوف میں بڑی عظمت والے تھے۔ مشائخ عراق میں بیشتر ان کے مرید تھے۔

تصوف کی جانب رجوع

انسان خطا و نسیان کا پتلا اور نفس و شیطان کا غلام ہے۔ بعض اوقات ایسے واقعات وقوع پذیر ہوتے ہیں جن سے پاکیزہ باطن والے حضرات جاگ جاتے ہیں [illegible] لغزشوں اور خامیوں کو [illegible] گے۔ [illegible] باطن اور بدقسمت لوگ پھر بھی خواب غفلت سے بیدار نہیں ہوتے۔

حضرت سری سقطی کباڑی کا کاروبار کرتے تھے۔ ایک دفعہ بغداد کے اس بازار میں آگ لگ گئی جس میں آپ کی دکان تھی۔ آگ کی شدت اس قدر تھی کہ سارا بازار جل کر خاکستر ہوگیا۔ جب آگ بجھ گئی لوگ بازار دیکھنے گئے تو دیکھا کہ صرف آپ کی دکان جلنے سے محفوظ ہے۔ باقی چاروں طرف کی دکانیں جل [illegible] ملاحظہ [illegible] حیران ہوگئے۔ اور آپ نے [illegible] مسرت سے سارا سامان راہ خدا میں [illegible] کر راہ تصوف اختیار فرمایا

ریاضت

کسی بھی کام کیلئے عزم و ارادے کے بعد ریاضت نہایت ضروری ہے۔ جس کے بغیر کامیابی ممکن ہی نہیں۔ میر سید محمد نور بخش نے فرمایا ہے کہ

گر طلب ریاضت برتو دری طلبی
تا کدورت دل را صفا توانی کرد

یعنی اگر دل کی صفائی (تصفیہ قلب) چاہتے ہو تو اسے ریاضت کے پانی سے دھونا چاہیے۔ ریاضت کے بغیر یہ ممکن نہیں۔

حضرت سری سقطی بھی بہت ریاضت کرتے تھے۔ حضرت جنید بغدادی کا بیان ہے کہ آپ ریاضت و مجاہدہ میں بہت مبالغہ کرتے تھے۔ ان کے برابر کسی کو ریاضت میں کامل نہیں دیکھا۔ آپ نے ۹۸ سال تک زمین پر پہلو نہیں رکھا۔ مرض الموت میں ایک دفعہ فرمایا کہ میرا نفس چالیس سال سے شہد کھانے کیلئے مانگ رہا ہے مگر میں نے اس کو دیا نہیں

آپ نے دکان پر ایک پردہ لٹکا رکھا تھا اور اس کے پیچھے روزانہ ایک ہزار رکعت نفل پڑھا کرتے تھے۔

کرامات

ریاضت کرنے سے آدمی تزکیہ نفس، تصفیہ قلب اور تجلیٔ روح کا حامل بن جاتا ہے۔ گویا کڑی ریاضت و مجاہدے آدمی کو کندن بنا دیتے ہیں۔ ان ریاضات میں نفلی نماز، زہد و تقویٰ، مراقبہ، خلوت نشینی، اوراد و وظائف، زاری، سیاحت عالم، زیادہ

اہل اللہ "تخلقوا باخلاق اللہ" وعظ و ہدایت وغیرہ شامل ہیں۔ ان ریاضتوں سے کوئی نہ کوئی خاص قسم کی روحانی قوت پیدا ہوتی ہے۔

جنید بغدادی سے روایت ہے کہ ایک بار ہمارے استاد سری سقطی بیمار ہو گئے۔ ہمیں اس کا کوئی سبب معلوم نہیں ہو سکا اور نہ ہی کوئی دوا کارگر ہوئی۔ لوگوں نے ایک طبیب حاذق کا پتہ بتایا۔ ہم اپنے استاد کا قارورہ لے کر ان کے پاس گئے۔ انہوں نے تھوڑی دیر غور سے قارورہ کو دیکھا اور مجھ سے کہا میرا خیال ہے کہ یہ کسی عاشق کا قارورہ ہے۔ حضرت جنید نے کہا کہ یہ سن کر میں نے چیخ ماری قارورہ میرے ہاتھ سے گر گیا اور میں بے ہوش ہو گیا۔ جب ہوش میں آیا اور سری کے پاس آ کر واقعہ سنایا وہ مسکرائے اور طبیب کی مہارت اور ذہانت کی تعریف کی۔ بعد میں طبیب کو بتلایا گیا کہ وہ سری سقطی کا قارورہ تھا تو طبیب یہ دیکھ کر مشرف باسلام ہوا۔

ابو عبداللہ جلاء کا بیان ہے کہ میں ایک دن سری کے گھر میں تھا۔ جب کچھ رات گزر گئی تو سری نے کپڑے تبدیل کیے میں نے پوچھا اس وقت کہاں کا ارادہ ہے۔ فرمایا میں شیخ موصلی کی عیادت کو جا رہا ہوں چنانچہ آپ چلے گئے۔ لیکن کوتوال نے آپ کو گرفتار کر کے زنداں میں قید کر دیا۔ صبح حاکم نے قیدیوں کو مارنے پیٹنے کا حکم دیا۔ جلاد آپ کو مارنا چاہتا تھا مگر ہاتھ ہلا تک نہ سکا حاکم نے پوچھا تم کیوں نہیں مارتے۔ اس نے کہا میرے سامنے ایک بوڑھا کھڑا ہوا ہے اور کہتا ہے کہ خبردار اس کو مت مارو۔ اس کے یہ کہنے سے میرا ہاتھ بے جان ہو جاتا ہے۔ انہوں نے دیکھا تو شیخ موصلی وہاں کھڑا تھا۔ چنانچہ آپ کو چھوڑ دیا گیا۔

اجابت دعوات میں بے مثال تھے۔ علی بن عبدالحمید ۴۰ سال تک ریاضت میں گزرے رہے۔ کسی نے ان سے کہا کہ یہ آپ نے کس سے سیکھا ہے۔ انہوں نے کہا کہ سری سے سیکھا ہے۔ ایک بار میں ان کے گھر گیا دروازہ کھٹکھٹایا۔ پوچھا کون ہو میں نے کہا ایک آشنا ہوں۔ جواب ملا کہ اگر آشنا ہوتا تو آشنا کے ساتھ مشغول ہوتا ہمارے پاس کیوں آتا۔ پھر دعا کی کہ اے اللہ! اسے تیرے خیال میں مشغول رکھ اور کسی کی اسے پرواہ نہ ہونے دے۔ اس دعا کا اثر ہے کہ میرے دل میں کوئی چیز نہیں آتی اور [illegible]

[illegible] ہے تو تو دیکھ رہا ہے۔

حضرت سری سقطی کی ہمشیرہ نے آپ سے صفائی کرنی چاہی مگر آپ نے اجازت نہیں دی۔ ایک دن آپ نے دیکھا کہ کوئی بوڑھی عورت آپ کے کمرے کی صفائی کر رہی ہے۔ ہمشیرہ نے آپ سے کہا کہ بھائی میں نے آپ سے صفائی کرنے کا کہا اور صفائی کی اجازت نہیں دی تھی۔ اور آپ نے ایک غیر محرم کو یہاں صفائی پر لگا دیا؟ آپ نے فرمایا اے میری ہمشیرہ اس کو دل میں رکھو مگر کوئی بات نہیں ہے۔ یہ بوڑھی عورت دنیا ہے جو ہمارے عشق میں جل گئی تھی اور ہم سے محروم تھی۔ اب حق تعالیٰ کی طرف سے اسے صفائی کرنے کی اجازت مل گئی۔

ایک دفعہ آپ کی مجلس گرم تھی۔ اتنے میں خلیفہ وقت کا ایک مصاحب احمد نام بڑی شان و شوکت کے ساتھ ادھر سے گزرا۔ اس وقت آپ یہ فرما رہے تھے کہ "تمام کائنات میں انسان سے زیادہ ضعیف و کمزور کوئی شے نہیں۔ اس سے بڑھ کر کوئی گنہگار بھی نہیں"۔ یہ بات تیر کی طرح احمد صاحب کے جان و جگر پر لگی۔ اور روتا ہوا گھر چلا گیا۔ دوسرے دن پھر آیا۔ مگر وہ شان و شوکت نہ تھی۔ تیسرے دن درویشوں کا لباس پہنے آیا۔ اور کہا کہ آپ کی بات نے میرے دل پر نشتر کا کام کیا ہے۔ اور محبت دنیا کو سرد کر دیا ہے۔ میں خدا کی طرف جانا چاہتا ہوں۔ راستہ بیان فرمائیں۔ آپ نے فرمایا دو راستے ہیں۔ ایک عام اور دوسرا خاص۔ احمد نے کہا کہ دونوں راستے بیان کریں۔ آپ نے فرمایا کہ عام راہ شریعت کی ہے۔ شریعت حقہ کی پابندی کرے۔ اور خاص راہ طریقت کی ہے۔ پابندی شریعت کے علاوہ دنیا کو بھی ترک کر دو۔ یہ سن کر احمد صاحب جنگل کو نکل گیا۔ تھوڑے دنوں کے بعد ایک بوڑھی عورت نہایت غمزدہ آپ کے پاس آئی۔ اور کہا کہ میرا نوجوان خوبصورت بیٹا گھر والوں سے غائب ہے۔ آپ نے فرمایا کہ فکر نہ کرو۔ واپس آ جائے گا اور کچھ نہیں۔ جب وہ آئے گا میں تم کو اطلاع دوں گا۔ کچھ عرصہ کے بعد احمد درویشانہ حالت میں آپ کے پاس آیا۔ آپ نے اس کی والدہ کو اطلاع دی۔ تھوڑے عرصے میں اس [illegible]

(جاری ہے)

بقیہ: ... ...

کراچی میں یوم شہادت حضرت علی اکبر کا انعقاد

۱۲ محرم الحرام بمطابق ۱۸ جون ... کو شہادت حضرت شاہ علی اکبر کے سلسلے میں مرکزی ہاؤس عوامی کالونی کورنگی کراچی میں ایک مجلس منعقد ہوئی۔ جس کا اہتمام تنظیم فلاح و بہبود نوجوانان صوفیہ نور بخشیہ سرکل کراچی یونٹ نے کیا تھا۔ مجلس میں عوامی کالونی سے کثیر تعداد میں لوگوں نے شرکت کی ممتاز عالم دین جناب عبدالحلیم صاحب نے شہادت حضرت علی اکبر پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ علی اکبر کی شہادت تمام نوجوانان اسلام کے لیے مشعل راہ ہے۔ انہوں نے میدان کربلا میں جس طرح دین اسلام کی بقاء اور سلامتی کے لیے اپنی جان کا نذرانہ پیش کیا۔ وہ اہل اسلام کے دلوں پر نقش رہے گا۔ انہوں نے فلسفہ شہادت امام حسین بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ شہادت امام حسین کا پیغام عملی جدوجہد کا پیغام تھا۔ محبت حسین اور نسبت حسین کو رسمی نہ رہنے دیا جائے۔ بلکہ اسے عمل اور حقیقت میں بدل دیا جائے۔ اور حقیقی زندگی کے طور پر اپنا لیا جائے یہی نسبت اور تعلق ہمارا اوڑھنا اور بچھونا ہے

روح حسین آج ہم سے پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ میری محبت کا دم بھرنے والوں میں دیکھنا چاہتی ہوں کہ میری محبت رسمی ہے یا میری محبت میں آج پھر تم کوئی معرکہ کربلا بپا کرتے ہو۔ میں دیکھنا چاہتی ہوں کہ میری محبت میں آج تم پھر وقت کے یزیدوں ... روح حسین آج پھر دریائے فرات کو رنگین دیکھنا چاہتی ہے۔ روح حسین دیکھنا چاہتی ہے کہ کون اسلام کا جھنڈا سربلند کرنے کے لیے ... بازی لگاتا ہے حسینیت کا تقاضا ... جہاں جہاں یزیدیت کے ... کا نام و نشان نظر آئے ... اور ... یزیدیت کے بتوں کو پاش پاش کیا ... اس کے لیے خواہ اپنا مال اپنی جان اور اپنی اولاد ہی کیوں نہ ...

قربان کرنی پڑے۔ اللہ ... معرکہ کربلا ... ایک بہت بڑی قربانی ہے۔ ... اللہ تعالیٰ نے ... اسلام کے شعائر میں ... فرمائی ... اختتام پذیر ہوئی۔

غلام رضا شاہین ...

تنظیم فلاح و بہبود نوجوانان صوفیہ نور بخشیہ سرکل کراچی یونٹ

ریاض الاولیا ہاؤس کا افتتاحی تقریب

تنظیم ریاض الاولیاء صوفیہ نور بخشیہ کورنگی ... کراچی کے زیر اہتمام مسافر خانے کا سنگ بنیاد ریاض الاولیاء ہاؤس کے نام سے رکھا گیا جو کہ تنظیم کے روح رواں ... و تنظیم کے دیگر مختلف کارکنان کی مخلصانہ خدمات کے باعث قلیل عرصے میں پایہ تکمیل کو پہنچا۔ افتتاحی تقریب کورنگی کے نور بخشیہ نوجوانوں کے علاوہ این وائی ایف منگھوپیر یونٹ کے کارکنان و احاطہ شاہ ہمدان مسجد کے لوگوں نے شرکت کی۔

تقریب کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ تلاوت کلام پاک کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کلمات عقیدت پیش کیے گئے اس کے بعد تقریب کا باقاعدہ آغاز ہوا تقریب کی صدارت فدا حسین نعیم نے کی۔ مہمان خصوصی حاجی محمد حسین ... صاحب تھے۔ جبکہ اسٹیج سیکرٹری کے فرائض علی شریف سابقہ صدر۔ این وائی ایف منگھوپیر یونٹ نے انجام دیئے۔ مقررین سے خطاب کرتے ہوئے مخلص کارکن غلام محمد ... صاحب نے اتفاق و اتحاد پر زور دیتے ہوئے کہا کہ دنیا میں کوئی شے ناممکن نہیں۔ اگر ہمارے اندر خلوص و ہمدردی اور اتفاق و اتحاد کا جذبہ موجود ہو۔ این وائی ایف منگھوپیر یونٹ کے نائب صدر اخوند غلام مہدی صاحب نے تنظیم ریاض الاولیاء کے کارکنوں کی بے لوث خدمات کی تعریف کرتے ہوئے کہا کہ محدود وسائل کے باوجود قلیل عرصے میں تنظیم کو فعال بناتے ہوئے مسافر خانہ کی تعمیر ایک خوش آئند بات ہے۔ ... این وائی ایف منگھوپیر یونٹ کے لیے

اجتماعی مسرت کا باعث ہے

تقریب کے مہمان خصوصی جناب حاجی محمد حسین درخشی صاحب نے اپنی مختصر تقریر میں کہا کہ اس سے بڑھ کر ہمیں خوشی کیا ہے۔ اللہ کے فضل و کرم سے شاہ ہمدان کے نام سے منسوب شدہ جامع مسجد سکردو کے احاطے میں بلتستان کے دور افتادہ اور مختلف قریوں اور بستیوں میں آباد امیر کبیر شاہ سید کے پیروکاران سے مسلکی بن چکے ہیں۔ انہوں نے شرکاء محفل پر زور دیا کہ ہمیں بردباری کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنی صفوں میں اتفاق و اتحاد کو قائم و برقرار رکھنا چاہیے۔ اسی میں ہم سب کی کامیابی کا راز مضمر ہے۔ آخر میں دعائیہ کلمات سے اپنی تقریر کا اختتام کیا۔ آخر میں تنظیم کے نائب صدر نوشین نعیم صاحب نے تنظیم کی کارکردگی پیش کی اور تقریب میں شرکت کرنے والوں کا شکریہ ادا کیا۔ محمد علی ہمدوزی سیکرٹری نشر و اشاعت تنظیم ریاض الاولیاء کراچی

جناب محمد حسن دلشاد کا دورہ بلتستان

مورخہ ۹ مئی ۱۹۹۸ بروز جمعہ کو تنظیم فلاح و بہبود نوجوانان صوفیہ نوربخشیہ مرکزیہ کراچی یونٹ کے صدر جناب محمد حسن دلشاد کے اعزاز میں مرکزیہ ہاؤس میں ایک استقبالیہ دیا گیا۔ یاد رہے محمد حسن دلشاد ایک مہینے کے دورے پر بلتستان تشریف لے گئے تھے۔ اپنے اس دورے کے دوران انہوں نے تنظیم فلاح و بہبود نوجوانان صوفیہ نوربخشیہ مرکزیہ کے مرکزی صدر جناب عبدالرحمان صاحب سے ملاقات کی اور مختلف تنظیمی امور پر ان سے صلاح مشورے کیے۔ مرکزی صدر نے محمد حسن کی قیادت میں کراچی یونٹ کی گزشتہ شاندار خدمات کو بہترین الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا۔ اور امید ظاہر کی کہ کراچی یونٹ بھی اپنی ان کوششوں کو جاری رکھے گی۔ جو وہ مذہب حقہ کی ترقی و ترویج کے لیے کر رہی ہے۔ انہوں نے مرکزی کابینہ کی طرف سے ہر قسم کے تعاون کا یقین دلایا۔ اپنے دورے کے دوران انہوں نے ضلع گانچھے کا تفصیلی دورہ کیا۔ دورہ کے دوران خپلو میں پیر نوربخشیہ اور ممتاز عالم دین مفتی عبداللہ سے ملاقات کی۔ اور مختلف مذہبی امور کے علاوہ ملت نوربخشیہ کو درپیش موجودہ چیلنجوں پر تفصیلی بات چیت کی۔ علاوہ ازیں نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن کے ایک وفد نے بھی ان سے ملاقات کی۔ ملاقات میں تنظیمی امور اور باہمی دلچسپی کے موضوعات پر بات چیت کی گئی۔ این وائی ایف کے رہنماؤں نے تنظیم [illegible] نوربخشیہ مرکزیہ کی شاندار کارکردگی اور خدمات [illegible] نوربخشیہ کی ترقی کے لیے تنظیموں کو خراج تحسین پیش کیا اور آئندہ عملی تعاون کا اعلان کیا۔ دوران اجلاس محمد حسن دلشاد نے ضلع گانچھے اور [illegible] کے مکمل تنظیمی یونٹوں کا دورہ بھی کیا۔ اور ان کی گزشتہ کارکردگی کا تفصیلی جائزہ لیا۔ اس کے علاوہ شاہ ہمدان اسٹوڈنٹس فیڈریشن کی تنظیم نو بھی کی۔ نیز مدرسہ شاہ ہمدان مرکزیہ کا تفصیلی دورہ بھی کیا۔ اور نوربخشی دینی مدارس کے نظام کا جائزہ لیا۔

تنظیم فلاح و بہبود نوجوانان صوفیہ نوربخشیہ مرکزیہ کراچی یونٹ کے عہدیداروں، کارکنوں اور رضاکاروں نے محمد حسن دلشاد کو بلتستان کے کامیاب دورے پر مبارکباد پیش کی۔

غلام رضا شاطر پریس سیکرٹری تنظیم فلاح و بہبود نوجوانان صوفیہ نوربخشیہ کراچی یونٹ

بقیہ : [illegible] کا دورہ

بخشیہ جناب سید محمد شاہ نورانی صاحب سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ ملت نوربخشیہ سے واپسی پر [illegible] کا بھی دورہ کیا۔ اس موقع پر انہوں نے وہاں کے مرکزی کارکنان و عہدیداران این وائی ایف سے ملاقات کی۔ اور این وائی ایف [illegible] یونٹ نے ایک ہنگامی میٹنگ کے ذریعے لوگوں کو جمع کر کے اپنے اپنے مسائل سے مرکزی فنانس سیکرٹری این وائی ایف پاکستان کو آگاہ کیا۔ مراد علی نے یہاں کے عہدیداروں سے اپنے اپنے فرائض منصبی کے بارے میں سمجھایا۔ آخر میں ضلع گانچھے بالخصوص خپلو کے مسائل سے متعلق مرکزی این وائی ایف کو آگاہ کیا۔

حضرت علی غیر مسلموں کی نظر میں

حضرت علی حضرت ابو طالب کے فرزند ارجمند اور پیغمبر مصطفیٰ کے چچا زاد بھائی اور داماد ہیں۔ حضرت فاطمہ بنت اسد امیر المومنین حضرت علی کی والدہ ماجدہ تھیں۔ حضرت علی کی ولادت حضرت خانہ کعبہ میں ہوئی اور آپ کی شہادت بھی خانہ خدا (مسجد میں) ہوئی۔ یہ منفرد خصوصیت صرف مولا حضرت علی کو حاصل ہے۔ حضرت علی کی پرورش و تربیت حضرت محمدؐ نے کی۔ حضرت علی کی ساری زندگی پیغمبر اکرمؐ کے ساتھ گزری۔ حضرت علی نے ہر میدان جنگ میں اپنی قوت اور طاقت کے جوہر دکھائے۔ آپ کے مقابلے میں دلیر سے دلیر شخص بھی نہیں آتا تھا۔ حضرت علی کی شخصیت میدان کارزار میں اسلام کی طرف سے جہاد کے موقع پر ایک بہادر کمانڈر، نڈر مجاہد اور ماہر سپہ سالار کی سی نظر آتی ہے۔ جو لباس جنگ جسم پر سجائے ہوئے اپنی فوج کے سامنے فنون جنگ باریکیوں کی اور فتح و پیروزی کے رموز کی اس طرح تشریح کرتا ہے کہ گویا اسے تمام عمر سوائے میدان کارزار اور فنون حرب کے کسی اور کام سے سروکار ہی نہیں رہا اور پھر وہی آپ کے والا صفات مسند قضاوت و انصاف پر بہترین قاضی اور معاملات کی تہہ تک پہنچ جانے والا ماہر ترین منصف اور محراب عبادت میں بزرگ ترین اور شفیق ترین معلم اخلاق بھی نظر آتی ہے۔

انگریز مورخ و فلسفی تھامس کارلائل مشہور کتاب حضرت علی کی شخصیت کے بارے میں کہتا ہے ہمارے لیے اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ علی کو دوست رکھیں اور ان سے عشق کی حد تک محبت کریں وہ نہایت عالی قدر اور عظیم الشان جوانمرد تھے جن کے وجود سے نیکیاں، اچھائیاں اور خوبیاں جوش مارتی ہوئی اٹھتی تھیں اور ان کے دل سے جوش شجاعت، مہربانی و پاکیزگی کا پہلو لیے ہوئے اور انسانی ترحم و نازک جذبات شفقت اور محبت و نرم دلی سے بھرپور اور معمور تھا۔ عیسائی مورخ جارج جرداق جس نے شخصیت و مکتب حضرت علیؑ ابن ابی طالب کی تحلیل و تشریح کے سلسلے میں پانچ جلدوں میں ایک تاریخی و ادبی شاہکار تحریر کیا ہے اس طرح رقم طراز ہے تاریخ کے نزدیک خواہ پہچانو یا نہ پہچانو نامور ترین شخصیت حضرت علی ابن ابی طالب ہی ہیں

میخائیل نعیمہ عرب کے عیسائی مورخ فلسفی اور ادیب ہیں۔ امیر المومنین علی ابن ابی طالب کے بارے میں کہتے ہیں ایک تاریخ نویس کتنا ہی قابل و ہنرمند ہو شخصیت علی اور ان کے پر آشوب زمانہ اور فتنہ انگیز ماحول کی کامل تصویر کشی ہرگز نہیں کر سکتا چاہے وہ ہزاروں صفحات اس سلسلے میں لکھ ڈالے کیونکہ عرب کے اس کامل اور باکمال مرد نے جو خدمات انجام دی ہیں وہ ایسی ہیں کہ ان کی شخصیت کی جو تصویر بھی ہم کھینچیں گے وہ یقیناً نامکمل اور دھندلی ہوگی ان کی اس عظمت و بزرگی کو اگرچہ ایک طویل عرصہ گزر چکا ہے لیکن عظمت علی ہمیشہ ہمارے لیے بیش بہا خزانہ ثابت ہو سکتی ہے جب بھی ہمیں شائستہ و سربلند زندگی گزارنے کی ضرورت محسوس ہو اور خواہش پیدا ہو تو ہم اس دریا پر جوش و خروش کے ساتھ نئی مدد حاصل کر سکتے ہیں کیونکہ وہ فکر و اندیشہ سے ختم نہ ہونے والا عنصر ہر زمانہ اور ہر جگہ موجود اور کارآمد ثابت ہے

(علیؑ و القومیۃ العربیہ)

فرانس کا مورخ و محقق بارون کارادو اپنی مشہور کتاب الاسلام علی میں یوں تحریر کرتے ہیں۔ حضرت علی وہ شجاع بے نظیر اور دلیر بے مثال اور نڈر و بے باک شہسوار میدان شجاعت تھے جو پیغمبر اکرمؐ کے پہلو میں دشمن سے جنگ کرتے تھے اور ایسے پسندیدہ

مجاہدانہ کارنامے سرانجام دیتے تھے جن کو تاریخ میں نہایت شان و عظمت کے ساتھ یاد کیا جاتا ہے آپ نے معرکہ جنگ بدر میں جبکہ آپ ایک دس سالہ نوجوان تھے اپنے توانا بازو کی طاقت سے اپنی شمشیر آبدار کی صرف ایک ضرب سے سرداران قریش میں ایک شخص کو جو بڑا تنومند اور مشہور پہلوان تھا دو ٹکڑے کر دیا نیز احد میں پیغمبر کی تلوار ہاتھ میں لی اور پھر جنگ کی۔ تلوار نے ایک ایک وار میں کتنے ہی رومیوں اور دشمنوں کے جسموں کو چاک و شگافتہ کر دیا اور جنگ خیبر میں یہودیوں کے قلعوں پر حملہ کے موقع پر قلعے کے آہنی اور بے حد سنگین دروازہ کو ایک ہاتھ سے اکھاڑ دیا اور اسے سر پر سپر بنا لیا پیغمبر اسلام آپؓ کو بہت دوست رکھتے اور آپ پر کامل اعتماد کرتے تھے۔

نزلیسیان جو کچھ عرصہ تک بغداد میں برطانوی سفارت خانہ کے اطلاعات کے شعبے میں مامور تھا اور خود بھی مسیحی دنیا کے فاضلوں مفکروں اور سیاست دانوں میں شمار ہوتا ہے حضرت علیؓ کے بارے میں کہتا ہے کہ اگر یہ عظیم خطیب علیؓ ابن ابی طالب ہمارے زمانے میں موجود ہوتا اور آج بھی مسجد کوفہ کے منبر پر قدم رکھ دیتا تو تم دیکھ لیتے کہ مسجد کوفہ اتنی طویل و عریض ہونے کے باوجود یورپ کے سرداروں اور بزرگوں (علماء و فضلا مسیحی) سے چھلک جاتی اس لیے کہ سب کے سب یہاں حاضر ہوتے تاکہ آپؓ کے علم و دانش کے بحر مواج سے اپنی روحوں کو سیراب کریں لیکن دنیائے انسانیت کے کچھ دشمن عناصر نے آپؓ کو مسجد کوفہ میں شہید کر دیا۔

جب ابن ملجم آپؓ کو ضرب لگا چکا تو آپ نے حضرت امام حسن اور امام حسین علیہ السلام سے فرمایا میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ اللہ سے ڈرتے رہنا دنیا کے خواہش مند نہ ہونا اور دین اسلام کی خدمت کرتے رہنا یہ وصیت صرف حضرت امام حسن اور امام حسین کے لیے نہیں ہے بلکہ تمام دنیائے اسلام کے لیے ہے اللہ تعالی ہم سب کو حضرت علی کے نقش قدم پر چلتے ہوئے دین اسلام اور شریعت محمدی پر پابند رہنے کی توفیق فرمائے ہمیں ثم آمین۔

الفراغ و ابن الشریعۃ المحمدیۃ لما ثلث فی زمانہ من عمر عبادۃ او معصیان

چونکہ حضور [illegible] کے زمانے کی [illegible] میں کوئی اختلاف نہیں تو ہر اختلاف [illegible] کی شریعت نافذ ضروری ہے

[illegible] سے اعلی تصنیف انکے [illegible] تعلیمات ان [illegible] سید [illegible] سید احمد [illegible] حضرت شاہ سید محمد نور بخش [illegible] اپنی اصل شکل [illegible] کے مدونین [illegible] انکے خلفاء کو بھی [illegible] سے اتنی استطاعت نہیں تھی جو سید محمد نور بخش اور انکے قریبی روحانی [illegible] حاصل تھی [illegible] سید محمد نور بخش کے بعد بھی سلسلہ ذہب سے [illegible] طریقت [illegible] ہوئے قائدین صوفیہ نوربخشیہ کی تصانیف موجود ہیں [illegible] ہیں جو اس وقت بھی اتحاد عالم اسلام کیلئے مفید ثابت ہو سکتے ہیں بشرطیکہ ہم ان الحاقی تعلیمات کی حفاظت [illegible] اپنی ذاتی اغراض اور انانیت سے بالاتر ہو کر [illegible] بنے۔ یہی وجہ ہے کہ عبدالرحمان اسفراینی نے فرمایا

سخن [illegible] که [illegible] باشد

وہی بات اچھی ہے جس میں جو [illegible] امت مسلمہ میں رفع اختلافات کیلئے سید محمد نور بخش کی تعلیمات اسلئے کارگر ہیں کہ یہ تعلیمات آنحضور سے بغیر کمی بیشی کے ان تک منتقل ہوئے

مصطفی برساں خویش را کہ دین ہمہ اوست
اگر بہ او نرسیدی تمام بولہبی ست

امت مسلمہ کے اتفاق کیلئے جو تعلیمات مفید ہوں وہ کسی صورت اختلاف کی وجہ نہیں بن سکتیں مگر ضرورت اس بات کی ہے کہ ان تعلیمات کی حفاظت کا بندوبست کیا جائے اور تحریفات سے ان کو پاک رکھنے کیلئے چوکس رہیں میرے خیال میں اگر ہم اپنے مابین اختلافات کو رفع کرنے کے سلسلے میں مخلص ہوں تو ہمیں سلسلہ ذہب کے بزرگان کے اصل قلمی نسخہ جات کی حفاظت اور انکے صحیح اور معیاری ترجمے شائع کرنے کیلئے جدوجہد کرنے کی ضرورت ہے۔

دنیائے سائنس

حقیقت کائنات — سائنس کی روشنی میں

ڈاکٹر غازی محمد نعیم

... ہے کہ دنیا کے دیگر قدیم مذاہب میں بھی تخلیق کائنات سے متعلق کئی قصے کہانیاں موجود ہیں مثلاً یونانی دیو مالا، ہندو مت، مجوسی مذاہب، بدھ مت اور لاؤ ازم کے تصورات۔ یہ تصورات اگرچہ دلچسپ ہیں مگر حقیقت سے بعید اور محض تخیل کی پیداوار ہیں۔ چنانچہ اب ہم جدید علوم کی طرف آتے ہیں اور علم فلکیات اور سائنس کی روشنی میں اور جدید آلات کی مدد سے کئے گئے مشاہدوں کے نتیجے میں حاصل شدہ معلومات درج کرتے ہیں۔

ان حقائق کے مطالعے سے یہ ثابت ہو جائے گا کہ مذہب اور سائنس ایک دوسرے کی ضد نہیں بلکہ سچائی کے اظہار کے دو ذریعے ہیں۔ پہلا ذریعہ یعنی مذہب الہامی ہے اور اس میں اجمال اور اختصار کے ساتھ تمام ابدی حقیقتوں کو دریا کو کوزے میں بند کرنے کی مثال سمیٹا گیا ہے جبکہ سائنس ذہن انسانی کے مشاہدہ فطرت اور اس میں غور و فکر کے نتیجے میں حاصل ہونے والی تفاصیل کا نام ہے۔ مضمون کے اس حصے میں ہم نظام شمسی، کہکشاؤں کے نظام اور کائنات کی تخلیق اور اس میں دم بدم رونما ہونے والی تبدیلیوں کا اجمالاً ذکر کریں گے۔

حیرت کدہ کائنات

بچپن میں ہم سوچتے تھے کہ آسمان انہی پہاڑوں پر ٹکا ہوا ہو گا جو ہماری وادی کو گھیرے کھڑے تھے۔ بڑے ہو کر جب علم جغرافیہ سے شناسائی ہوئی تو کرۂ ارض کی وسعت کا اندازہ ہوا لیکن وسعت کائنات کا اندازہ تب ہوا جب علم فلکیات کی کتب پڑھنے کے بعد پتہ چلا کہ یہ کائنات اتنی وسیع و عریض ہے کہ ایک عام آدمی کے ذہن میں اس کی عظمت کا تصور تک بھی ہونا ناممکن ہے۔

کسی مغربی مفکر کے اندازے کے مطابق اس کائنات میں ہماری دنیا کی حیثیت دنیا کے تمام ساحلوں پر موجود ریت کے ذرّوں میں سے ریت کے ایک دانے کی سی ہے۔ چونکہ بحیثیت مسلمان زمین و آسمان کی پیدائش میں غور و خوض کرنا ہمارے لیے حکم خداوندی ہے اور نص قرآن سے اس کی اہمیت ثابت ہے اس لیے ہم قارئین نوائے صوفیہ کی خدمت میں سائنسدانوں اور ماہرین فلکیات کے مشاہدات سے حاصل شدہ معلومات مختصراً پیش کر رہے ہیں۔ اس مضمون میں اولاً نظام شمسی یعنی سورج اور سیاروں کے بارے میں اور ثانیاً ستاروں اور کہکشاؤں کی پراسرار دنیاؤں کے بارے میں معلوم ہونے والے حقائق درج کریں گے۔

امید ہے کہ یہ معلومات قارئین نوائے صوفیہ کے لیے دلچسپی کا باعث ہوں گی۔

۱۔ نظام شمسی (SOLARSYSTEM)

یہ دنیا جس میں ہم رہتے ہیں ایک وسیع تر نظام کا حصہ ہے جسے نظام شمسی کہتے ہیں۔ شمس یا سورج ہماری زمین سے نزدیک ترین ستارہ ہے۔ یہ بھی ان ہزاروں ستاروں کی طرح ہے جو ہمیں رات کے وقت آسمان پر چمکتے نظر آتے ہیں۔ سورج ہماری زمین سے ۹ کروڑ ۳۰ لاکھ میل کے فاصلے پر ہے۔ سورج کی سطح کا درجہ حرارت ۱۰٬۰۰۰ درجہ فارن ہائیٹ اور اندرونی درجہ حرارت تقریباً ۲۷٬۰۰۰٬۰۰۰ درجہ فارن ہائیٹ ہے۔ زمین پر زندگی کا انحصار سورج سے حاصل ہونے والی مناسب حرارت اور روشنی پر ہے۔ سورج کے گرد نو سیارے گردش کرتے ہیں جن میں سے ایک ہماری زمین ہے۔ یہ سیارے سورج کی روشنی سے چمکتے ہیں اور

سورج کے ساتھ ایک خاص تجاذب کی قوت انہیں اپنے مداروں میں گھومتے رہنے پر مجبور کرتی ہے۔ علاوہ ازیں یہ سیارے خود اپنی محور پر بھی گھومتے ہیں۔

۴۔ سیارے

پہلا سیارہ عطارد (PLANETS)

سورج سے نزدیک ترین سیارہ عطارد یا مرکری (MERCURY) ہے۔ مرکری کا ایک دن زمین کے ۵۸ دنوں کے برابر اور ایک سال ہمارے ۸۸ سالوں کے برابر ہوتا ہے۔

دوسرا سیارہ زہرہ یا

VENUS

نہایت گرم ہے اور کاربن ڈائی آکسائیڈ کے بادلوں میں لپٹا ہوا ہے۔ اس کی سطح پر دو عظیم سطوح مرتفع نظر آتے ہیں۔ زہرہ کا ایک دن کے ۲۴۳ دنوں کے برابر ہے اور ایک سال ۲۲۵ دنوں کے برابر۔

تیسرا سیارہ زمین (EARTH)

زمین ہماری دنیا ہے۔ صرف زمین پر زندگی کے آثار پائے گئے ہیں۔ زمین پر سات بڑے براعظم اور پانچ بڑے سمندر موجود ہیں۔ زمین کی سطح کئی پرتوں پر مشتمل ہے جن کے نیچے نیم مائع گرم مواد موجود ہے۔

چوتھا سیارہ مریخ (MARS)

زمین سے چھوٹا ہے۔ ۱۹۷۶ میں دو خلائی جہاز وائکنگ I اور وائکنگ II مریخ پر اترے۔ یہاں زندگی کے آثار نہیں پائے گئے ہیں۔ مریخ کی سطح پر ایک عظیم آتش فشاں پہاڑ اولیمپس مونز موجود ہے جو ۱۵ میل اونچا ہے باقی سیارے جو بیرونی سیارے کہلاتے ہیں گیس کے عظیم گولے ہیں۔

پانچواں سیارہ مشتری

[illegible]

چھٹا سیارہ زحل یا SATURN

نہایت خوبصورت ہے۔ اس سیارے کے گرد ایک خوبصورت دائرہ ہے۔ نظام شمسی کا یہ دوسرا بڑا سیارہ برف اور گیس سے بنا ہوا ہے۔

ساتواں سیارہ یورے نس URANUS

۱۹۸۶ میں وائجر ۲ نامی خلائی جہاز اس سیارے کے پاس سے گزرا اور اس کی تصویریں اتاریں۔

آٹھواں سیارہ نیپچون NEPTUNE

۱۸۴۶ میں دریافت ہوا۔ یہ سیارہ بہت سرد ہے اور یہاں کا درجہ حرارت نقطہ انجماد سے ۲۲۰ درجے نیچے ہے۔

نواں سیارہ

پلوٹو سب سے چھوٹا سیارہ ہے یہاں ہر وقت رات رہتی ہے۔ ۱۹۷۹ میں پلوٹو نیپچون کی نسبت سورج سے قریب تر تھا اور یوں نظام شمسی کا آٹھواں سیارہ بن گیا لیکن ۱۹۹۹ میں پھر نواں سیارہ بن جائے گا۔ پلوٹو انتہائی سرد ہے اور یہاں کا درجہ حرارت نقطہ انجماد سے ۲۲۰ درجے نیچے ہے۔

اقمار MOONS

ہماری زمین کا چاند ہم سے ۲۴۰٬۰۰۰ میل دور ہے = ۲۸

دنوں میں زمین کے گرد اپنا سفر مکمل کرتا ہے۔ چاند بھی سورج کی روشنی سے چمکتا ہے اور اپنی محوری گردش بھی ۲۸ دنوں میں مکمل کرتا ہے یہی وجہ ہے کہ ہم چاند کا صرف ایک رخ دیکھ سکتے ہیں۔ امریکی خلائی مشن اپالو۔۱۱ پہلی مرتبہ انسان کو چاند پر لے گیا۔ دوربین سے دیکھنے پر چاند کی سطح پر گڑھے نظر آتے ہیں۔

زمین کے علاوہ باقی سیاروں کے بھی اپنے چاند ہیں۔ مریخ کے چاند فوبوس (PHOBOS) اور ڈیموس (DEIMOS) کہلاتے ہیں۔

مشتری کے سولہ چاند ہیں۔ سب سے بڑے چاند گیلیلین (GALILEAN) گیلیلیو نے دریافت کیا تھا۔ گینی میڈ (GANYMEDE) یہی چاند پلوٹو اور عطارد سے جسامت میں بڑا ہے اور نظام شمسی کا سب سے بڑا چاند ہے۔

زحل کے گرد ۲۳ چاند گردش کرتے ہیں۔ جن میں ٹائی ٹن (TITAN) سب سے بڑا چاند ہے۔

یورینس کے ۱۵ چاند ہیں۔ جبکہ نیپچون کے گرد صرف دو چاند گھومتے ہیں۔

پلوٹو کا بھی ایک چھوٹا سا چاند شیرون (CHARON) ہے۔

۴۔ ستارہ نما (ASTEROIDS)

یہ مریخ اور مشتری کے مداروں کے درمیان واقع ہیں مگر اپنے ... بعض سیاروں سے مماثلت رکھتے ہیں۔ یہ بھی سورج کے گرد گھومتے اور روشنی حاصل کرتے ہیں۔

(جاری ہے)

تبصرہ: فکر و تدبر

نوائے صوفیہ کا پہلا شمارہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ نوائے صوفیہ اگرچہ ایک علمی مجلہ ہے مگر اس میں زیادہ تر نوجوان لکھاریوں کی حوصلہ افزائی کی جائے گی کیونکہ ہمارے نزدیک مستقبل کے معاشرے کی باگ ڈور انہی نوجوانوں کے ہاتھوں میں ہوگی۔

یہاں یہ وضاحت ضروری سمجھتے ہیں کہ نوائے صوفیہ جس روحانی تحریک کا علمبردار ہے وہ رجعت پسندی یا ماضی کی طرف واپس پلٹنے کی تحریک نہیں بلکہ ہم ایک ایسا نظام چاہتے ہیں جس میں حقیقی تصوف کی روح ابدی کو جدید علوم اور سائنسی انکشافات کی جدید روح سے ہم آہنگ کیا جائے۔ ہم نوجوانوں کی ایک ایسی جماعت تیار کرنا چاہتے ہیں جو تمام علوم و فنون سے بہرہ ور اور مسلح ہوں مگر ان کے سینے ایمان اور اسلام کے نور سے منور ہوں اور وہ جس نظام معاشرت و مملکت کو تشکیل دیں اس میں افراد ہوس زر کی بجائے خلق خدا سے محبت کے عظیم ورثے کو کام میں لاتے ہوئے عدل و انصاف کا بول بالا کریں۔ آج کا دور کمپیوٹر ٹیکنالوجی کو روحانی اقدار و وظائف سے ملانے کا متقاضی ہے۔ تاکہ ایک طرف انسان تسخیر کائنات کے عظیم مشن کی انجام دہی سے غافل نہ رہے۔ اور دوسری طرف اپنی ذات اور نفس کو بھی مسخر کرے اور یوں وہ ان لادین قوتوں کے برعکس جو صرف کسب دنیا میں مگن ہیں، دین و دنیا کی تمام خوبیوں سے متمتع ہو اور دونوں جہانوں میں سرخروئی حاصل کرے۔

یہاں اس بات کا اعادہ کیا جاتا ہے کہ نوائے صوفیہ تعصب و تنگ نظری اور فرقہ پرستی کی لعنتوں سے بالا ہو کر اتحاد عالم اسلام اور ایک حقیقی صوفیانہ معاشرے کی تشکیل کے لیے جدوجہد کرے گا۔ نوائے صوفیہ میں لکھنے کے لیے تمام علمائے دین کو دعوت عام دی جاتی ہے۔ ادارہ کسی بھی مضمون یا مقالے کو مضمون نگار یا مقالہ نگار کے کسی خاص مکتب فکر سے تعلق کے پیش نظر مسترد نہیں کرے گا البتہ ایسے مضامین اور منظومات کی حوصلہ افزائی کی جائے گی۔ جن میں علمی تحقیق و جستجو کی کارفرمائی ہو اور جذباتی ہونے کی بجائے محققانہ ہوں اور تعصب و تنگ نظری سے بالا ہوں۔

اللہ تعالیٰ کی رحمت اور نصرت کے وسیلے پر بھروسہ کرتے ہوئے ہم نے اس کار خیر کا آغاز کیا ہے۔ یقیناً اللہ ہی بہتر کارساز ہے۔

نوٹ۔ "حقیقت کائنات" کا مضمون "دنیائے سائنس" کے ... سے اخذ کیا گیا ہے۔

آج کے معاشرے میں نوجوان نسل کا کردار

علی محمد مہدی سرمدی
منہاج القرآن اسلامک یونیورسٹی لاہور

سائنس اور ٹیکنالوجی کے اس دور میں انسان ہر ناممکن چیز کو اپنی علمی تحقیقات سے ممکن بنا رہا ہے اور اپنے انکشافات کے بل بوتے پر وہ زہرہ اور مریخ پر کمندیں ڈال رہا ہے۔ ایک طرف سائنس کی یہ ترقی ہے۔ دوسری طرف اس نے انسان کو ظاہری چکاچوند دکھا کر اخلاقی اقدار Moral Values سے محروم کر دیا ہے اور انکے ایمان اور اعتقاد کو بھی زوال و انحطاط سے دوچار کیا ہے اس زوال و انحطاط سے ہمارے معاشرے کا کوئی فرد بھی محفوظ نہیں۔

خواتین جو معاشرے کو ترقی کی راہ پر چلانے کیلئے اہم کردار ادا کر سکتی ہیں۔ اپنی اولاد کو روحانی تربیت دے کر اور انکی اصلاح کرکے ایک صالح معاشرہ قائم کرنا ان کے اختیار میں ہے۔ آج اپنے اخلاقی حدود و قیود کو پھلانگ کر زینت محفل بننے سے گریز نہیں کرتیں۔ نوجوان نسل کو بے حمیتی و بے غیرتی اور اپنے اقدار سے نفرت کی تعلیم دی جا رہی ہے۔ محبت الٰہی، عشق مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم اور محبت اہلبیت اطہار علیہم السلام کو انکے قلوب و اذہان سے نکال کر دنیا کے فانی حسن کا اسیر بنایا جا رہا ہے۔

ایسے حالات میں نوجوان نسل کو اپنا کردار ادا کرنے کی ضرورت ہے، اور یہ بات مسلمہ حقیقت اور بحیثیت مسلم اس پر تمام مسلمانان عالم کا ایمان و اعتقاد ہے کہ دنیا میں کسی کے اچھے کردار کو متعین کرنے کیلئے قرآن مجید "صحیفہ انقلاب" کی فکر سے نہ کوئی بہتر فکر ہو سکتی ہے۔ اور نہ ہی محسن انسانیت حضرت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی سیرت مطہرہ سے بہتر کوئی لائحہ عمل ہو سکتا ہے۔

جب یہ بات متحقق ہو گئی کہ اس دنیا رنگ و بو میں فکر و عمل Thought and Practice کا اعلٰی و ارفع معیار مجموعہ شریعت محمدیہ "کالقسطاس المستقیم" کی اساس "قرآن و سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" ہے تو آئیے۔ ہم قرآن مجید سے پوچھتے ہیں کہ اس بگڑے ہوئے معاشرے میں نوجوان نسل کو کیا کردار ادا کرنا چاہیے؟ تو اس کلام الٰہی کا مطالعہ کرنے والا ہر شخص جانتا ہے کہ خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پہلی وحی ان الفاظ میں اتری

اقرا باسم ربک الذی خلق ۔ خلق الانسان من علق ۔ اقرا و ربک الاکرم الذی علم بالقلم علم الانسان مالم یعلم سورۃ العلق آیت نمبر ۱ تا ۵

پڑھیے اپنے رب کے (پاک) نام سے جس نے سب کو پیدا فرمایا۔ انسان کو خون کے چھینٹے سے تخلیق کیا۔ پڑھیے اور آپ کا رب ہی سب سے زیادہ بزرگی والا ہے جس نے قلم سے علم سکھایا (جس نے) انسان کو وہ سکھا دیا جو وہ نہیں جانتا تھا۔

یہ بات پیش نظر رہے کہ جس وقت یہ آیت اتری تھی۔ اس وقت عرب کا معاشرہ ضلالت و گمراہی کے عمیق گڑھوں میں گرا ہوا تھا، اور اس معاشرے میں اخلاقی اقدار نام کی کوئی چیز نہ تھی۔ انکے درمیان جب کوئی لڑائی ہوتی تو سالوں تک ختم نہ ہوتی۔ جب کسی کے گھر کوئی بچی پیدا ہوتی تو اسکو زندہ درگور کیا جاتا تھا۔ قرآن مجید نے انکے اس وحشیانہ فعل کا نقشہ کچھ اس طرح کھینچا ہے۔

۱۔ واذا بشر احدهم بالانثی ظل وجهه مسودا وهو کظیم ...

علی هون ام یدسه فی التراب الا ساء ما یحکمون جب کسی کو بچی کی خوشخبری دی جاتی تو اس کا چہرہ سیاہ ہو جاتا ہے اور وہ (رنج و غم سے) بھر جاتا ہے۔ چھپتا پھرتا ہے لوگوں کی نظروں سے اس بری خبر کی وجہ سے جو اسے دی گئی ہے۔ (اب یہ سوچتا ہے کہ) کیا وہ بچی کو اپنے پاس ذلت کے ساتھ رکھے یا مٹی میں گاڑ دے۔ تو کتنا برا فیصلہ وہ کرتے ہیں۔

تو ابتداء اسلام میں جس وقت معاشرے کی حالت ابتر تھی جو تعلیم دی گئی تھی وہ حصول علم کی تھی۔ اس سے ثابت ہوا کہ آج کے اس زوال آمادہ معاشرے میں نوجوان نسل کا پہلا کردار حصول علم و دانش ہے کہ نوجوان نسل علمی و تحقیقی میدان میں جدوجہد کرکے آج کے بگڑے ہوئے معاشرے کو سدھارنے اور اس میں انقلاب برپا کرنے کی سعی کرے۔ نیز یہ بات بھی یاد رکھیے کہ یہاں علم سے مراد علوم قدیمہ میں سے درس نظامی یعنی صرف' نحو' فلسفہ و منطق بلاغت و علم کلام اور قرآن و حدیث کا ایک خاص علم نہیں' بلکہ اس کے ساتھ ساتھ علوم جدیدہ یعنی سائنس و ٹیکنالوجی سیاسیات و معاشیات وغیرہ بھی ہے۔ آج کے دور میں یہ دونوں علوم لازم و ملزوم ہیں۔ کسی صاحب نظر سے یہ بات مخفی نہیں ہے کہ پڑھنے کے حکم کا اطلاق جدید و قدیم دونوں علوم پر ہوتا ہے بشرطیکہ رب العالمین کی رضا و خوشنودی کیلئے ہو یعنی رب العالمین کا پیغام ہے کہ انسان پڑھے' اور معلم انسانیت علیہ الصلوۃ والسلام نے حصول علم کو تمام امت مسلمہ کیلئے فرض قرار دیا ہے اور واضح طور پر یہ ارشاد فرمایا ہے کہ تمہیں حصول علم کیلئے چین تک کا سفر بھی کرنا پڑے تو کرو کیونکہ علم معرفت الٰہی۔ اور معرفت رسول و اہلبیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذریعہ ہے۔ اور علم ہی کی بدولت انسان ترقی خلافت الٰہیہ کا حقدار ٹھہرتا ہے۔

(جاری ہے)

بقیہ : حقوق قرآن

محبت کا نرالا انداز

ہم صبح و شام قرآن و اہل بیت سے محبت کے ترانے الاپتے رہتے ہیں۔ اگر کوئی کہے کہ ہم تارک قرآن ہو گئے ہیں تو برہم ہو جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ قرآن کو کون بدبخت چھوڑ سکتا ہے؟۔ ہم تو اس کی بڑی عزت کرتے ہیں بڑی احتیاط سے ریشمی غلاف میں اونچی جگہ پر رکھتے ہیں تاکہ بے ادبی نہ ہو اس کو چومتے ہیں آنکھوں سے لگاتے ہیں۔ تاکہ اس کی برکتوں سے مالا مال ہوں تو میں عرض کروں کیا کبھی اپنے دوست کے خط اور ٹیلی گرام یا فون کے ساتھ بھی پیار و محبت کا ایسا نرالا انداز اپنایا ہے ہرگز نہیں' بلکہ سب سے پہلے پڑھ کر یا پڑھوا کر دیکھتے ہیں اور پھر اس کے مضمون پر عمل کرتے ہیں بیماری کا لکھا ہو تو دوائی کا۔ فیس اور قرض کا لکھا ہو تو رقم کا ملازمت یا کسی ادارے میں داخلے کا لکھا ہو تو سفارش کا۔ جھگڑے کا ہو تو [illegible] کا بندوبست کرتے ہیں مگر افسوس کہ قرآن کو نہ پڑھتے ہیں نہ سمجھتے ہیں نہ اس کی ضرورت کا احساس نہ اس کے احکام کا خیال۔ گھر میں رکھا ہوا ہے تبرک کیلئے۔ قسمیں کھانے کیلئے؟ بیماروں پر دم کرنے کے لیے؟ یا اللہ اور اس کے رسول کو دھوکہ دینے کے لئے؟

اللہ کی قسم۔ یہ قرآن کو ماننا نہیں یہ قرآن سے محبت و احترام نہیں اس کی تعظیم و تکریم نہیں بلکہ یہ اپنے آپ کو دینے والا ایک دھوکہ ہے اس لیے علامہ اقبال فرماتے ہیں

وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہو کر
اور تم خوار ہوئے تارک قرآں ہو کر

ایک تمنا ایک امید

قوم کے بزرگو' دانشورو' عالمو' نوجوانو' اور مستقبل کے معمارو اب ہمیں پھر قرآن کے دامن کو تھامنا ہوگا۔ اس کے حقوق کی ادائیگی کرنی ہوگی۔ پھر سے ایک زندہ قوم کی طرح زندگی گزارنے کے لئے اس زندہ کتاب سے درس لینا ہوگا۔ میں امید کرتا ہوں کہ رجوع الی القرآن کی تحریک میں نہ صرف خود حصہ لیں گے۔ بلکہ اپنے رشتہ داروں اور اہل و عیال کو بھی اس قرآن کی تعلیم سے آباد کرنے کیلئے اپنا سب کچھ قربان کریں گے اس لیے کہ:

نہیں ہے ناامید اقبال اپنی کشت ویراں سے
ذرا نم ہو تو یہ مٹی بڑی زرخیز ہے ساقی

(جاری ہے)

مسلمان کون؟

ڈاکٹر حسین ...

یقین اقبال

زباں سے کہہ بھی دیا لا الہ تو کیا حاصل
دل و نگاہ مسلماں نہیں تو کچھ بھی نہیں

یوں حضرت اقبال کے نزدیک دل و نگاہ کی مسلمانی اصل مسلمانی ہے اور سوز عشق سے معمور اور نور عشق سے منور دل و نگاہ ہی مسلمان کہلانے کے قائل ہیں۔ بہرحال یہ اقبال کا مسئلہ ہے جو خود کسی حد تک مقام مسلمانی سے آگاہ تھا۔ اور ہمیں بھی اس مقام سے باخبر کرنا چاہتا تھا کہتے ہیں اسلام کے بہتر فرقے ہیں اور بحوالہ ایک حدیث ان میں سے ایک ہی فرقہ ناجی ہے باقی سب کا اللہ حافظ! اور ماشاء اللہ سے ہر فرقہ اسی خوش فہمی میں مبتلا ہے کہ وہی ناجی ہے ساتھ ہی اس غلط فہمی کا بھی شکار ہے کہ اس کے علاوہ باقی سارے ناری ہیں (اللہ نہ کرے)

مجھے ذاتی طور پر اس حدیث کی صحت سے اختلاف ہے۔ یہ حدیث آیات قرآنی اور دیگر مستند احادیث سے مطابقت نہیں رکھتی۔ کیونکہ از روئے قرآن ہر انسان کو اس کے کیے کا صلہ ضرور ملتا ہے ایک اور حدیث میں یہ بھی ہے کہ تمام کلمہ گو آخر کار جنت میں جائیں گے۔ اگرچہ اس حدیث کی صحت بھی مشکوک ہے تاہم یہ فرقوں کے بارے میں مذکورہ حدیث سے متصادم ہے

مسلمان کی تعریف میں مستند ترین حدیث جو روح اسلام کی ترجمانی اور آیات قرآنی کی تشریح ہے وہ یہ ہے **المسلم من سلم المسلمون من لسانہ و یدہ** ترجمہ مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔ اس حدیث کی تائید میں قرآنی آیت **ادخلوا فی السلم کافۃ** سلامتی (کے دین) میں گروہ در گروہ داخل ہو جاؤ۔ موجود ہے جبکہ فرقوں کے ناجی اور ناری ہونے والی حدیث کی تائید میں کوئی ایسی آیت نظر سے نہیں گزری۔

ناجی اور ناری کے ان نعروں نے امن و آشتی اور سلامتی کے علمبردار دین کو جسے اللہ نے **و رضیت لکم الاسلام دینا** کی سند عطا فرما کر عالم انسانیت کی بھلائی کے لیے منظور فرمایا تھا تفرقوں اور فتووں سے بھر دیا ہے اور یوں مسلمانوں اور دیگر انسانوں کو اس سے بدظن کرنے کی کوشش کی گئی۔ حالانکہ یہ حقیقت انگیز کی سازش تھی جس کے جال میں چند اندھے ملا آئے ہوئے ہیں ان بے چاروں کو خود بھی پتہ نہیں کہ وہ کیا کر رہے ہیں۔ ہاں اتنا پتہ ضرور ہے کہ فرقہ واریت پھیلائے بغیر یعنی کسی دوسرے فرقے کو برا بھلا کہے بغیر کسی اور پر کیچڑ اچھالے بغیر ان کی دال گلنی مشکل ہے۔ کیونکہ ان میں پارسائی وہ متاع بے بہا تو ہے نہیں جس سے لوگوں کو اپنی طرف راغب کر سکیں لہٰذا یہ حضرات اپنے گریبانوں میں جھانکنے کی بجائے اوروں کو برا بھلا کہہ کر اپنی نفرت بھری فطرت کا اظہار کرتے ہیں۔ اس مسلمان ملک کے در و دیوار پر فلاں کافر، فلاں کافر کے نعرے درج ہیں۔ مکتب سلامتی یعنی مساجد کے لاؤڈ سپیکر سے گلا پھاڑ پھاڑ کر دوسروں کے خلاف اندھا دھند فتوے صادر کیے جاتے ہیں۔ بے گناہ نمازیوں پر بم اور بارود پھینکے جا رہے ہیں جائے امن کو قتل گاہ بنایا جا رہا ہے۔ دوسرے مسلمان فرقوں کو نقصان پہنچانا فرض اولین سمجھا جاتا ہے یہ باتیں فرضی نہیں اخبارات میں شائع شدہ حقائق ہیں۔ پھر بھی ہم کہتے ہیں ہم مسلمان

ہیں اور مومن ہیں کیا حضور پاک نے مسلمان کی یہی تعریف کی ہے کہ جس قدر ہو سکے دوسرے مسلمان کی سلامتی کو نقصان پہنچاؤ (معاذ اللہ)

میرے خیال میں شرپسند جو سادہ لوح عوام کو مذہب کے نام پر تشدد کا سبق دیتے ہیں تمام تر حالات کے ذمہ دار ہیں ہمارے عوام کا کوئی قصور نہیں۔ ان ملاؤں سے تو دیدہ و دانستہ مسلمان کی تعریف بھی ان تک نہیں پہنچائی۔ بہت سے قابل قدر

اور قابل عزت علمائے دین بھی ہیں۔ اور واقعی دل سے اسلام کے پیغام سلامتی کو دنیا تک پہنچانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ لیکن یہ حضرات مستقل مزاج نہیں ہیں اور عوام نے ان میں سے اکثر کو سادہ کش اختیار کرنے پر مجبور کر دیا ہے۔

آئیے اب ہم اصل مقصد و مدعا کی طرف آتے ہیں کہ آخر مسلمان کون ہیں؟ پیغمبر اسلام رحمتہ العالمین نے فرمایا مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں اور سلامت رہیں۔ سلامتی سے مراد ہر قسم کی سلامتی اور تحفظ ہے یعنی کسی کی عزت' شہرت' دولت' صحت' اہل و عیال اور عقیدہ کی سلامتی اور تحفظ اگر آپکی زبان سے دوسرا مسلمان ہر لحاظ سے محفوظ ہے تو آپ پچاس فیصد مسلمان ہو گئے اگر آپ کے ہاتھ سے بھی کسی مسلمان کو نقصان نہ پہنچے۔ تو از روئے حدیث آپ مکمل مسلمان بن چکے ہیں۔ اب درجات بڑھانے اور جنت کمانے کے لیے نفلیات شروع کریں۔ بے شک ایک مکمل مسلمان کی ہر دعا قبول ہوتی ہے اور ہر عمل پھلدار ہوتا ہے بقول اقبال کہ خدا سے ولایت نام تقدیر لے کا نہ تقدیر سے کیونکہ مومن ہو تو ہے آپ ہی تقدیر الہی (اقبال)

اسلامی سلامتی کے بھی درجے ہیں اور مسلمانی کے بھی درجے ہیں جو سلامتی سے راست تعلق رکھتے ہیں۔ ابھی تک جو کچھ عرض کیا وہ عمومی درجہ ہے یعنی مسلمان کا درجہ۔ جو اگرچہ بہت ہی اعلیٰ و ارفع ہے تاہم اس سے آگے بھی درجات اور منازل ہیں عمومی درجہ یہ ہے کہ آپ کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان یعنی سلامتی چاہنے والے محفوظ ہیں سادہ الفاظ میں یہ کہ آپ کسی بھی طریقے سے کسی سلامتی چاہنے والے انسان یا پر امن شہری کو نہ ستائیں لیکن اعلیٰ درجہ یہ ہے کہ نہ صرف آپ کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہیں بلکہ آپ ان کی سلامتی کے ضامن بھی ہوں جب آپ امن کے ضامن بن جائیں گے تو مومن کہلائیں گے یعنی امن پسند لوگوں کو کسی شرارت سے بچانا اور یوں ان کی سلامتی کا محافظ بننا یہ سلامتی کا اعلیٰ معیار ہے۔ اور اس معیار کے لوگ انسانیت' دین اور عقیدہ کے کسی تحفظ کے لیے اپنے آپ کو بھی قربان کر دیتے ہیں۔ جس سے اسلام میں جہاد اور شہادت کے باب کھلتے ہیں۔ یوں اسلام میں جنگ امن پسندوں کی سلامتی کے لیے لڑی جاتی ہے نہ کہ محض دوسروں کو تباہ کرنے یا ستانے کے لیے اب جبکہ آپ اسلام اور سلامتی کے بارے میں کافی کچھ سمجھ چکے ہیں آئیے دیکھیں کہ فرقہ بازوں اور مفت میں فتووں کی فیکٹری لگانے والوں کے متعلق ہمارے بزرگان دین کیا فرماتے ہیں۔

ایک دفعہ مولانا روم نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ اسلام کے بہتر فرقے ہیں اور اصولی طور پر میں سب سے اتفاق کرتا ہوں۔ ان کا یہ کہنا تھا کہ ایک ملا کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا پھر آپ ملحد ہیں زندیق ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔ جب ملا اپنی بات مکمل کر چکا تو مولائے روم نے انتہائی متانت اور حلاوت سے فرمایا میں آپ سے بھی اتفاق کرتا ہوں۔ اس پر ملا اپنا سا منہ لے کر رہ گیا کیونکہ بات وسعت نظر کی تھی شریعت کا مجتہد' طریقت کا مجاہد' تفرقوں اور بدعتوں کا قاتل' فرقہ واریت کے خلاف مجسم تحریک' پیام امن و سلامتی کا نقیب' درباری ملاؤں کا رقیب' شریعت محمدیہ کما کانت یعنی فی نفسہ کی احیاء کا علمبردار امن پسندوں کے دلوں کی دھڑکن حضرت شاہ سید محمد نور مشکی تحفۃ الاحوط میں فرماتے ہیں صاحب تمیز مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ احتسابی فریضہ انجام دینے میں کوتاہی نہ کرے' اس کام میں تمام نفسی آلائشوں سے پرہیز کرے۔ یہاں تک کہ اس کا مقصد صرف اور صرف حکم خدا کی عظمت برقرار رکھنا اور خدا کی مخلوقات پر شفقت کرنا بن جائے۔ وہ کسی ایسے مسئلے کے بارے میں (رائے زنی کی) جسارت نہ کرے جس پر امت مسلمہ کا اتفاق نہ ہو' اور نہ ہی وہ کسی ایسے مسئلے کے بارے میں لب کشائی کی جسارت کرے جسکی حقیقت کو وہ صحیح طور پر نہیں جان سکتے۔

دیکھیے شاہ سید محمد نور بخش صاحب تمیز مسلمان کی نشانی کیسے بیان فرماتے ہیں۔ وہ جو امر بالمعروف و نہی عن المنکر میں کوتاہی نہ کرے۔ جس کا مقصد معرفت خداوندی، عظمت اور مخلوق خدا پر شفقت کرنا (یعنی ان کی سلامتی کا ضامن بننا) بن جائے اور اندھا دھند فتووں سے باز رہے۔ یقیناً جو صاحب تمیز نہیں ہو گا وہی ان اختلافی مسائل کو ہوا دے گا اور ان پر اپنے فیصلے جو شخص اللہ پر اس کے فرشتوں پر اس کی کتابوں پر اس کے رسولوں پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو اور کہتا ہو [illegible] صادر کرے گا آپ فقہ احوط باب الصلوٰۃ میں فرماتے ہیں جو شخص اللہ پر اس کے فرشتوں پر اس کی کتابوں پر اس کے رسولوں پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو اور کہتا ہو اللہ کے سوا کوئی پرستش کے لائق نہیں۔ میں شہادت دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے رسول ہیں وہ نماز قائم کرتا ہو ماہ رمضان کے روزے رکھتا ہو اور استطاعت رکھنے کی صورت میں بیت اللہ شریف کا حج کرتا ہو تو کسی بھی مسلمان شخص کے لیے جائز نہیں کہ وہ ایسے شخص کو کسی ایسی چیز کی بناء پر کفر سے منسوب کرے جس کا وہ عقیدہ رکھتا ہو۔ اگر کوئی معاملے کی حقیقت کو نہ جانتا ہو۔ اور وہ یہ گمان کرتا ہو کہ جو شخص فلاں چیز عقیدوں رکھے وہ کافر ہے تو یہ عقیدہ جہالت ہے۔

میں اصول دین اور فروع دین کو تسلیم کرنے اور پڑھنے کے بعد کسی فقہی مسئلے کی بناء پر کسی مسلمان کو کافر کہنا یا اس کے عقیدے کو کفر سے منسوب کرنا تعجب انگیز ہے جیسا کہ آپ نے آج کل کے مذہبی حلقوں میں چلا اور فرقہ واریت کی [illegible] پھیلانے والے لوگ جنہیں علمائے دین کہا جاتا ہے نور بخشیہ [illegible] جہالت کے زمرے میں لا کھڑا کرتے ہیں۔

اگر آپ کسی کو صحیح سلامت دیکھنا چاہتے ہیں اور اس کی سلامتی کے لیے سب کچھ کرنے کو تیار [illegible] کا سبب بن جائیں تو یقیناً آپ کا ثواب ہو گا۔ در حقیقت یہی سلامتی چاہنے یعنی مسلمان بننے کی تحریک ہے۔ [illegible] میں خلوص ہے جس میں الفت ہے جس میں ہمدردی ہے جس میں شفقت ہے جس میں خلوص ہے جس میں عزت اس لیے اگر آپ مسلمان بننا چاہتے ہیں تو سب انسانوں سے بلکہ تمام مخلوق خدا سے اپنے دل میں الفت پیدا کیجیے کیونکہ بقول اقبال۔

یہ شہادت گہہ الفت میں قدم رکھنا ہے
لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلماں ہونا

(والسلام علی من اتبع الہدیٰ)

اعلان

۱۔ جن مستقل خریداروں کو رسالہ نہ مل رہا ہو ان سے گزارش ہے کہ وہ ادارہ نوائے صوفیہ کو فوری طور پر اطلاع دیں یا متعلقہ نمائندہ سے اپنا رسالہ وصول کر کے ہمیں مطلع کریں

۲۔ اگلے شمارے میں قارئین کے خطوط بھی شائع کیے جائیں گے

۳۔ ماہنامہ نوائے صوفیہ کی مستقل خریداری کے خواہشمند حضرات و خواتین سے گزارش ہے کہ وہ اپنا چندہ /۲۰۰ روپے سالانہ یا چار شماروں کی قیمت /۶۰ روپے بذریعہ منی آرڈر [illegible] فلیٹ نمبر [illegible] بلاک نمبر [illegible] کیٹیگری [illegible] آئی ایٹ ون اسلام آباد کے پتہ پر یا متعلقہ نمائندہ کے پاس جمع کرائیں اور ہمیں مطلع کریں تاکہ براہ راست بذریعہ بک پوسٹ رسالہ بھیجا جا سکے

آپ کی خاطر

نور علیہ پبلک فیڈریشن اسلام آباد یونٹ نے مشتاقان علم و ادب تک علمی ادبی اور سلسلہ عالیہ صوفیہ نوربخشیہ سے متعلق کتب براہ راست پہنچانے کا فیصلہ کیا ہے درج کتب جن کے مصنف / مؤلف اور قیمت مندرج ہیں [illegible] اسلام آباد میں برائے فروخت موجود ہیں خواہشمند حضرات اپنی رقم بذریعہ منی آرڈر پوسٹ بکس [illegible] جی ۔ پی او اسلام آباد میں ارسال کریں تاکہ ان کو مطلوبہ کتاب بھیجی جاسکے

نمبر شمار	نام کتب	مصنف / مؤلف	قیمت	کیفیت
[illegible]	فقہ احوط (ترجمہ [illegible])	شاہ سید محمد نوربخش	۲۵/	
(۲)	دعوات صوفیہ ترجمہ ([illegible])	[illegible]	۱۰۰	ڈاک خرچ اس کے علاوہ ہوگا
(۳)	[illegible]	[illegible]	۱۳/	بذریعہ وی پی نہیں بھیجی جائے گی۔
(۴)	[illegible] [illegible]	میر [illegible]	۱۰۰	بذریعہ وی پی نہیں بھیجی جائے گی
(۵)	[illegible]	[illegible] (مرحوم)	۲۵/	
(۶)	[illegible] ترجمہ ([illegible])	شاہ سید محمد نوربخش	۲۰/	
(۷)	کشف الحقائق	"	۸/	
(۸)	[illegible] [illegible]	"	۱۰/	
(۹)	[illegible] [illegible]	"	۱/	
(۱۰)	[illegible]	میر سید علی ہمدانی	۴/	
(۱۱)	[illegible]	"	۱۳/	
(۱۲)	[illegible]	[illegible]	۵۰/	

باقی صفحہ [illegible] پر

سالِ نو کا آغاز اور تعلیمات شاہ ہمدان کی ضرورت

دولت علی تقوی

مسلمانوں کے سالِ نو کا سورج طلوع ہو چکا ہے۔ اللہ کرے یہ سال تمام عالم اسلام کے لیے مبارک ثابت ہو۔ نیا سال اپنے دامن میں کیا کیا حالات لیے آپ کا استقبال کر رہا ہے آئیے ذرا دیکھیں۔

بوسنیا، مقبوضہ کشمیر، صومالیہ، افغانستان اور یمن کے مسلمان اندرونی خانہ جنگی اور بیرونی خطرات کے بھنور میں گھرے ہوئے ہیں ان میں سے کچھ ممالک میں غیر مسلم اقوام مسلمانوں کے خون کی ندیاں بہا رہے ہیں اور مسلمان اپنی آزادی کے تحفظ میں جان کے نذرانے پیش کر رہے ہیں۔ حق و باطل کا معرکہ ابتدائے اسلام سے چلا آ رہا ہے چاہے یہ معرکہ بدر و حنین ہو یا [illegible]۔

غریب و سادہ و رنگین ہے داستانِ حرم
نہایت اس کی حسین ابتداء ہے اسماعیل

چند ممالک ایسے ہیں جہاں مسلمان مسلمانوں کا بے دریغ خون بہا رہے ہیں مسلمان مسلمان سے کیوں [illegible] آمادہ ہیں یہ ایک غور طلب پہلو ہے اس کے پس منظر میں [illegible] مضمرات پنہاں ہیں۔ کہنے کو تو بہت سی باتیں ہیں مثلاً اقتدار کی رسہ کشی سیاسی و نظریاتی اختلافات اور ریاستی بغاوتیں وغیرہ وغیرہ لیکن اصل سبب یہ ہے کہ مسلمانوں نے اللہ تعالیٰ کے احکامات کو پس پشت ڈال دیا ہے۔ سرکشی میں لاثانی بن گئے ہیں۔ قرآن کو سمجھنا چھوڑ دیا ہے۔ دین اسلام جیسے آفاقی دین کی وحدت کو مسخ کر کے مسلمان گروہوں میں بٹ گئے ہیں۔

غیر اسلامی ریاستوں میں دعوت اسلام پہنچانا علماء اسلام کا اہم فریضہ ہے۔ نبی آخرالزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لے کر صحابہ کرام اور بزرگانِ دین نے اپنی تمام تر زندگی اس اہم فریضے کی انجام دہی میں صرف کر دی تھی۔ بعد میں مسلمانوں نے بدقسمتی سے اس اہم مشن کو نظرانداز کر دیا اور بٹے ہوئے گروہوں کے مابین رسہ کشی کو تبلیغ کا نام دے دیا۔ باہمی اختلافات اس حد تک بڑھا دیے کہ ایک گروہ کی دوسرے گروہ کو زیر کرنے اور ایک دوسرے کو ناقص قرار دینے کی کوششوں کو دین اسلام کی خدمت تصور کیا جانے لگا۔ اس مکروہ تفرقہ بازی کی بدولت ہی مسلمانوں کے اندر اسلامی اقدار کی پاسداری ناپید ہوتی چلی گئی [illegible] وحدانیت اور [illegible] [illegible] ضرورت اس امر کی ہے [illegible] وہ عظیم تعجب ہے کہ مسلمان حقیقی معنوں میں اسلامی اقدار کی پاسداری کا حق ادا کرتے ہوئے دین اسلام کو ایک مکمل آفاقی دین تسلیم کر کے فرقہ پرستی کے گرداب سے نجات حاصل کرنے کا عہد کریں۔ کردار کا غازی بننے کا عزم بالجزم کریں۔ قرآن مجید کو صرف سطحی طور پر تلاوت کو عبادت سمجھنے پر اکتفاء کرنے کے بجائے قرآن فہمی کے سمندر میں غوطہ لگانے کو بھی لازمی اور ضروری سمجھیں۔

ان تمام صفات کو مسلمانوں کے اندر یکجا کرنے کے لیے مذکورہ تحریک کا آغاز کرنا ضروری ہے اور وہ تحریک کوئی ہڑتال، جلوس یا جلسہ نہیں ہے بلکہ صرف تعلیمات شاہ ہمدان کی ترویج و تشہیر ہے۔ امیر کبیر سید علی ہمدانی کی تعلیمات صرف کسی گروہ مسلک یا فرقہ کے لیے نہیں بلکہ تمام عالم اسلام کے لیے نور ہدایت ہیں۔ مسلمانوں کے اندر موجود گروہی عداوت اور انتشار کو ختم کرنے کا واحد نسخہ تعلیمات شاہ ہمدان ہیں جو اتحاد بین المسلمین کی شمع اپنے ہاتھوں میں تھامے پرانے قلمی نسخوں اور نوادرات کی شکلوں میں دنیا کی مختلف لائبریریوں میں گرد آلود پڑی ہیں۔

یہ ایک خوش آئند پہلو ہے کہ ایک عشرے سے مختلف جگہوں پر قومی اور بین الاقوامی سطح پر شاہ ہمدان کانفرنسوں کا انعقاد ہو رہا ہے۔ کیا ہی بہتر ہو کہ شاہ ہمدان کی تعلیمات کے ساتھ ساتھ آپ کے مریدوں کی تصانیف بھی اہل اسلام کے ہاتھوں میں آسکیں۔ تاکہ آپ کی ہمہ گیر سوچ جامع اور مکمل انداز میں عالم اسلام کے افق پر رہتی دنیا تک جلوہ گر رہے۔ جس کے لیے آپ اور آپ کے مریدوں کی تصنیفات کے اشاعتی اور تحقیقی عمل کو زیادہ اہمیت دینے کی اشد ضرورت ہے پھر یہ امر ہرگز مشکل نہیں ہے کہ آپ اور آپ کے مریدوں کی تعلیمات اہل اسلام کو قعر ذلت سے نکالنے میں کامیاب نہ ہو سکیں۔

تعارف و تبصرہ کتب

تبصرہ نگار: [illegible] ہفت روزہ انصاف

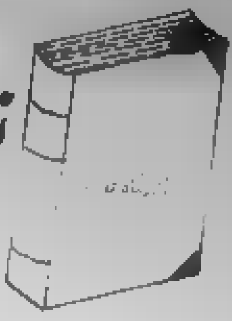

نام کتاب ۔ آثار شاہ ہمدان

مرتب و مدون ۔ محمد رضا اخوند زادہ

ناشر ۔ ہدایات لائبریری بلق چھن چلو ضلع گانگ چھے بلتستان

صفحات ۔ ۳۸

قیمت چالیس روپے

پاکستان میں شاہ ہمدان انٹرنیشنل اسلامک ایجوکیشن کے بعد حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانی کے بارے میں تحریر و تحقیق کا شوق روز افزوں ہو رہا ہے اور پاکستان کشمیر، آزاد کشمیر اور شمالی علاقوں سے حضرت سید علی ہمدانی کے بارے میں کتابیں اور مقالات شائع ہو رہے ہیں۔ تازہ کتاب محمد رضا اخوند زادہ نے لکھی ہے۔ جو شاہ ہمدان ایجوکیشن کے سرگرم رکن مسٹر غلام حسن (سہروردی) کے بھائی ہیں۔ مصنف نے کتاب کے باب اول میں حضرت امیر کبیر کے واقعات زندگی بیان کیے ہیں۔ ان کے بعد دوسرے باب میں حضرت شاہ ہمدان کے دینی آثار کے حوالے ہیں باب سوم میں حضرت امیر کے تہذیبی اور تاریخی آثار کا ذکر ہے۔ چوتھے باب میں حضرت امیر کا روحانی مسلک بیان کیا گیا ہے اور پانچویں باب میں ان کے روحانی آثار بیان کیے گئے ہیں۔ ایک خوبی اس کتاب کی یہ ہے کہ مصنف نے سنی سنائی باتیں بیان نہیں کیں بلکہ جو لکھا ہے اس کا کوئی نہ کوئی تحریری حوالہ دیا ہے۔

مولف نے شاہ ہمدان کے مسلک کے بارے میں دلچسپ بحث کی ہے۔ ان کے مسلک کے بارے میں مولف نے لکھا ہے کہ تین ہیں۔ گروہ اول جس میں ایران کے بعض شیعہ مصنفین شامل ہیں امیر کبیر کو شیعہ قرار دیتے ہیں دوسرے گروہ میں ڈاکٹر غلام محی الدین صوفی، محمد دین فوق صابر آفاقی مولوی حشمت اللہ خان پروفیسر عبدالرحمان ہمدانی اور پروفیسر حسن شاہ شامل ہیں ان کو سنی حنفی اور شافعی قرار دیتے ہیں۔

تیسرے گروہ میں مولف نے بہت سے حضرات کے نام لکھے ہیں اور کہا ہے کہ یہ لوگ حضرت امیر کبیر کو کبرویہ قرار دیتے ہیں۔ ان میں ہفت روزہ انصاف نومبر ۱۹۸۹ میں شائع شدہ حضرت میر محمد ہمدانی رحمت اللہ علیہ کے ایک خط کے ارشاد کا بھی حوالہ ہے جو میر سید علی ہمدانی کے فرزند میر محمد ہمدانی نے شیخ نور الدین ولی کو لکھ کر دیا تھا اور جس کی کاپی بزبان عربی خانقاہ معلی سری نگر میں موجود ہے۔

مولف نے البتہ خود اس بات کی تائید کی ہے کہ حضرت شاہ ہمدان سلسلہ کبرویہ سے متعلق تھے۔ انہوں نے سید محمد نور بخش کا ذکر بھی کیا ہے کہ وہ بھی کبرویہ سلسلہ سے تعلق رکھتے تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ حضرت امیر کبیر وہ جلیل جلیل تھے جو براہ راست قرآن مجید اور رسول دو جہاں محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے فیض حاصل کرتے تھے حضرت کا اپنا بیان ہے کہ جب میں اوراد فتحیہ مرتب کر کے مدینہ منورہ گیا تو مراقبہ کے عالم میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مجموعہ اوراد کا نام فتحیہ رکھا۔ جہاں یہ صورت حال ہو وہاں ان پر فرقہ بندی کا لیبل چسپاں کرنا اچھا نہیں ہے۔ قرآن پاک میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس وقت کا نام

مسلمین رکھا ہے۔ اس نام یعنی مسلم اور مومن ہونے کے بعد کسی اور نام کی کیا ضرورت ہے قائداعظم محمد علی جناح مرحوم سے کسی نے ایک بار پوچھا کہ آپ شیعہ ہیں یا سنی۔ قائداعظم نے فرمایا کہ اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سنی تھے تو میں سنی ہوں۔ اگر حضور شیعہ تھے تو میں شیعہ ہوں۔ شاہ ہمدان نے کہیں بھی اپنے آپ کو شیعہ نہیں لکھا۔ یہ بات بھی درست ہے کہ آپ نے کسی خاص فقہی مسلک سے آپ کو وابستہ نہیں کیا۔ جب آپ تبلیغ کے لیے کشمیر گئے تو وہاں آپ نے جو مسلمان دیکھے وہ فقہ حنفیہ پر قائم تھے حضرت امیر کبیر نے ان کو کچھ نہ کہا اصل بات تو قرآن مجید کا آخری کتاب ہونا اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین تسلیم کرنا ہے۔ فقہی اختلاف جو نیک نیتی پر مبنی ہو کوئی معنی نہیں رکھتے۔

مولف محمد رضا اخوند زادہ نے سید محمد نور بخش علیہ الرحمہ پر بھی ایک باب لکھا ہے اور کہا ہے کہ وہ داعی صلح کل تھے اور مسلمانوں کے تمام مکتب ہائے خیال کے اتحاد کے حامی تھے۔ چنانچہ سب مسلمانوں کا یہی مذہب ہونا چاہئے۔ سلسلہ نور بخشیہ کے مؤسس حضرت سید محمد نور بخش کے بارے میں انہوں نے لکھا ہے کہ الفقہ الاحوط میں انہوں نے لکھا ہے کہ تمام مسلمان ایک دوسرے کے قریب تر آگئے۔ مسلمان فرقوں کی دعاؤں اور فروعی مسائل کو درست قرار دیا اور قبلہ کی طرف رخ کرکے نماز پڑھنے والوں کی تکفیر کو حرام قرار دیا۔ گناہ کبیرہ سے بچنے والوں کو مومن قرار دیا۔

آثار شاہ ہمدان میں حضرت شاہ ہمدان یا ان کے پیروکاروں کی ساختہ مساجد اور خانقاہوں کی تصویریں بھی ہیں۔ اس کتاب کے مطالعہ سے دنیائے اسلام کے اس جلیل القدر رہنما کے بارے میں بہت ہی مفید معلومات ملتی ہیں۔ مولف کتاب اس کام کے لیے تعریف کے مستحق ہیں۔

مرحوم محمد رضا

انجمن محمدیہ اسلام آباد کے سرگرم کارکن محمد رضا انتقال کر گئے

۳ اگست [illegible] کو انجمن محمدیہ اسلام آباد کے سرگرم کارکن اور پاکستان ٹیلی ویژن سنٹر اسلام آباد کے لائٹ مین محمد رضا چیلوی شکر پڑیاں اسلام آباد کی کنول جھیل میں مردہ حالت میں پائے گئے مرحوم کے اہل خانہ پہلے ہی اپنے ایک قریبی رشتہ دار کی شادی میں شرکت کے لئے گاؤں گئے ہوئے تھے اور مرحوم بھی جانے والے تھے مگر نامعلوم وجوہ نے جان لے لی میت کو پولیس سروس کے خرچ پر اپنے آبائی گاؤں چیلو لے جاکر سپرد خاک کیا گیا۔ مرحوم کی اس ناگہانی موت پر اسلام آباد میں مقیم تمام اہل تصوف نے گہرے رنج و غم کا اظہار کیا ہے ادارہ نوائے صوفیہ مرحوم کے بیوہ صاحبزادوں اور تمام رشتہ داروں سے دلی تعزیت کا اظہار کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مرحوم کو اپنی جوار رحمت میں جگہ عطاء فرمائیں اور لواحقین کو صبر جمیل عطاء فرمائیں۔

جی ایچ معروفی اسلام آباد

دنیائے تصوّف کی خبریں

امام رضا علیہ السلام کے روضہ اقدس میں دھماکہ!

۱۰ محرم الحرام مطابق ۲۰ جون ۱۹۹۴ کو یوم عاشور کی دوپہر تقریباً ڈھائی بجے شہر مشہد مقدس زوردار دھماکہ سے لرز اٹھا یہ دھماکہ حضرت امام موسیٰ الرضا کے روضہ اقدس میں ہوا۔ تخریب کاروں نے ضریح اقدس کے نزدیک ایک مرکزی ہال میں طاقتور دھماکہ خیز مواد رکھا تھا جس کے پھٹنے سے چھبیس زوار شہید اور دو سو زخمی ہو گئے۔ دھماکہ سے ضریح اقدس کو جزوی نقصان پہنچا اس کے علاوہ ہال کی دیواروں اور دیگر تزئینات کو بھی نقصان پہنچا۔ عام طور پر رمضان المبارک اور محرم الحرام نیز دیگر ایام مخصوصہ میں ایران بھر سے زائرین کرام امام رضا علیہ السلام کو خراج عقیدت پیش کرنے کے لیے مشہد مقدس آتے ہیں اور زیارت کے بعد نماز و عبادت میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ یہاں سارا سال زائرین کا تانتا بندھا رہتا ہے اور دن رات عاشقان ولایت و امامت کا ہجوم رہتا ہے بالخصوص نماز ہائے پنجگانہ کے اوقات میں اور دوپہر کے وقت ضریح کے ارد گرد اتنی بھیڑ ہوتی ہے کہ بہت سے لوگ بے ہوش ہو جاتے ہیں یا پاؤں تلے روندے جا کر زخمی ہو جاتے ہیں۔ مجموعی طور پر روضہ مبارک کے تمام ادارے مذہبی تقدس اور تاریخی و ثقافتی اہمیت کے علاوہ فن تعمیر اور آرٹ کے حوالے سے دنیا کے اعلیٰ نمونوں کے حامل ہیں۔

گنبد مبارک پر مکمل طور پر سونے کی تختیاں چڑھی ہوئی ہیں ان میناروں، شبستانوں، صحن ہائے مبارک اندرونی حصوں اور دیگر عمارتوں پر سینکڑوں سال پرانے اور مختلف ادوار ہائے حکومت کے مایہ ناز فنکاروں کی محنت اور فن کے نقوش پائے جاتے ہیں۔ جب اس روضے میں دھماکے کی خبر سنی گئی تو عالم اسلام کے گوشے گوشے میں اس کے خلاف غم و غصے کی لہر دوڑ گئی اور تمام مسلمانوں نے اس واقعہ کی مذمت کی۔ اس سلسلے میں ۲۷ جون ۱۹۹۴ کو اسلام آباد کے ایک مقامی ہوٹل میں ایک ریفرنس ہوا جس میں مختلف مکاتب فکر کے علماء، سیاستدان اور دانشوروں نے بڑی تعداد میں شرکت کی اور اس واقعہ کی شدید مذمت کی۔ وزیر اعظم محترمہ بے نظیر بھٹو نے اس اجتماع کے نام اپنے پیغام میں کہا کہ اگر مسلمان متحد نہ ہوئے تو اسلام دشمن قوتیں اپنی سازشوں کا جال مزید پھیلائیں گی اس لیے مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ شعائر اسلامی کے تحفظ کے لیے مشترکہ لائحہ عمل مرتب کریں۔ انہوں نے مزید کہا کہ امام رضا علیہ السلام کے روضہ مبارک میں دھماکہ پوری ملت اسلامیہ کے لیے لمحہ فکریہ ہے کشمیر کمیٹی کے سربراہ نوابزادہ نصراللہ خان نے کہا کہ اسلام دشمن طاقتیں کشمیر، بوسنیا اور فلسطین میں مسلمانوں کو ظلم و تشدد کا نشانہ بنا رہی ہیں۔

انہوں نے کہا اگر مغربی طاقتیں اکٹھی ہو سکتی ہیں تو عالم اسلام ایسا کیوں نہیں کر سکتا اتحاد کے بغیر ملت اسلامیہ کے لیے چیلنجوں کا سامنا کرنا بہت مشکل ہے۔ انہوں نے کہا کوئی مسلمان مشہد پر حملہ یا اس قسم کی کوئی حرکت نہیں کر سکتا یہودی اور صیہونی طاقتیں کبھی بابری مسجد شہید کر کے کبھی حضرت بل پر قبضہ کر کے کبھی قبلہ اول پر قبضہ کر کے اور کبھی مشہد میں دھماکہ کر کے اپنے مذموم مقاصد حاصل کرنا چاہتی ہیں۔

پی ایچ معروفی

میر عارف یوتھ فورس غورسے کے سالانہ انتخابات

نوجوانان صوفیہ نور علیہ سوشل فورسے کی تنظیم میر عارف یوتھ فورس کے سالانہ انتخابات مورخہ ۷ جولائی ۱۹۹۴ کو منعقد

ہوئے جن میں درج ذیل عہدیداروں کو منتخب کیا گیا:

صدر	منظور حسین حسرت
نائب صدر	محمد اسماعیل سرشار
جنرل سیکرٹری	محمد ابراہیم
آفس سیکرٹری	غلام عباس
خزانچی	غلام محمد انجم
سیکرٹری نشر و اشاعت	محمد اشرف سرشار

تصوف کے ممتاز عالم دین سید محمد زاہد حسین الموسوی

سیتو میں انتقال کر گئے

ممتاز عالم دین شعلہ بیان مقرر اور محسن مذہب صوفیہ نور بخشیہ سید زاہد حسین الموسوی نمائندہ نوائے صوفیہ سیتو اپنے آبائی گاؤں سیتو میں یکم جولائی [illegible] کو بروز جمعۃ المبارک اس دار فانی سے اچانک انتقال کر گئے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم سید زاہد حسین ۵ اگست [illegible] کو پیدا ہوئے اور آپ کی تربیت اپنے والدین کی زیر نگرانی بہت ہی اچھے طریقے سے ہوئی یہی وجہ ہے کہ آپ نرم دل خوش مزاج اور اخلاق حسنہ کے مالک تھے۔ سن بلوغت کو پہنچنے تک آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد بزرگوار سید جمال الدین صاحب مرحوم سے حاصل کی اور ساتھ ہی مروجہ تعلیم بھی حاصل کرتے رہے پھر مزید تعلیم حاصل کرنے کے لیے گلشن کبیر (چھوروا) میں جناب مفتی اعظم الحاج سید علی شاہ کے آگے زانوئے تلمذ تہ کیا پھر وہاں سے فیضیاب ہونے کے بعد آپ زمانے کے حالات کو مد نظر رکھ کر اپنے آبائی گاؤں سیتو واپس آئے کیونکہ یہاں کی حالت کافی ابتر ہو چکی تھی اس کے بعد آپ نے اپنے علم و عمل کی قوت سے پورے علاقے میں انقلاب پیدا کیا۔ بلکہ پورے بلتستان کو حضرت شاہ ہمدان امیر کبیر سید علی ہمدانی اور حضرت شاہ سید محمد نور بخش کی تعلیمات سے مستفید فرمایا ایک وہ وقت تھا کہ لوگ اپنے آپ کو نور بخشی کہلانے میں شرم محسوس کرتے تھے اور ان کی سیاسی اور معاشی حالت ابتر ہو چکی تھی آپ نے ملت کو اس ظلمت کے سمندر سے نکال کر حقیقی منزل کا نشان دیا۔ مرحوم ہر وقت مذہب و ملت کی بہتری کے لیے سرگرم عمل رہے آپ ایک باعمل عالم ہونے کے ساتھ ساتھ امن و اتحاد کے داعی بھی تھے اسی لیے ہمہ وقت امن، امان اور اتحاد و اتفاق کی تلقین کرتے رہتے تھے اور سیتو میں کسی قسم کا مذہبی جھگڑا نہیں ہونے دیا۔ یہی وجہ ہے کہ آج آپ کے جنازے کے ساتھ ہزاروں عقیدت مند اور اہل تشیع بلدی مرضی گنڈ گلشن کبیر اور دم سم کے ہزاروں افراد اشک بار کھڑے نظر آئے مرحوم مسلک نور بخشیہ کے صف اول کے عالم دین فصیح بلیغ خطیب شعلہ بیان مقرر اور معاملہ فہم شخص تھے۔ آپ نابغہ روزگار، اعلیٰ فکر عالم دین اور اتحاد بین المسلمین کے داعی تھے۔ آپ کا ہر مسلک سے تعلق رکھنے والے مسلمان یکساں احترام کرتے تھے آپ کی وفات سے اہل تصوف کے ہاں جو خلاء پیدا ہوا ہے وہ برسوں پورا نہیں ہو سکے گا۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنی جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔

آمین

ایم خلیل سیتوی ڈپٹی جنرل سیکرٹری

نور بخشیہ یوتھ فیڈریشن یونٹ سیتو

مرحوم سید زاہد حسین کے پسماندگان سے اظہار تعزیت

یکم جولائی [illegible] کو سید زاہد حسین الموسوی مہر واعظ و ناظم اعلیٰ مدرسہ معروفیہ سیتو کے اچانک انتقال کی خبر سن کر لوگ ٹرانسپورٹ کی عدم دستیابی کے باوجود جوق در جوق پیدل مرحوم کے گھر پہنچنا شروع ہو گئے اور دور دراز علاقوں سے مختلف مکاتب فکر کے علماء، طلباء، سرکاری افسران اور مرحوم کے عقیدت مندوں نے مرحوم کا آخری دیدار کیا اور سفر آخرت پر رخصت کیا اس موقع پر نور بخشیہ یوتھ فیڈریشن مرضی گنڈ کے عہدیداروں نے مرحوم کے اہل خانہ سے گہرے رنج و غم کا اظہار اور مرحوم کے لیے دعائے مغفرت کی اور تمام عقیدت مندوں سے اپیل کی کہ وہ مرحوم کے زیر تکمیل منصوبوں کو پایہ تکمیل تک پہنچائیں۔ مرحوم کے اہل خانہ سے تعزیت کے لیے پہنچنے والوں میں درج ذیل اہم شخصیات شامل ہیں۔

۱۔ پیر نوربخشیہ سید محمد شاہ صاحب
۲۔ مفتی نوربخشیہ جناب سید علی شاہ صاحب
۳۔ میرواعظ چھلو جناب سید حمایت صاحب
۴۔ فقیر محمد ابراہیم صاحب
۵۔ میرواعظ بلدی سید مہدی شاہ صاحب
۶۔ میرواعظ خپلو سید مختار صاحب
۷۔ میرواعظ سے گند آخوند غلام حیدر صاحب
۸۔ میرواعظ مرضی گند مولوی محمد صاحب
۹۔ خطیب و پیش امام تھلیس مولوی عارف حسین صاحب
۱۰۔ میرواعظ تھورگو سید جعفر الموسوی صاحب
۱۱۔ سرکردہ مجلواخوند اقر صاحب
۱۲۔ خطیب و امام مولوی اخوند عباس دم سم
۱۳۔ سید طاہر علی شاہ جنرل سیکرٹری مسلم لیگ شمالی علاقہ جات
۱۴۔ ڈاکٹر سردار صاحب
۱۵۔ منشی رستم صاحب پروجیکٹ منیجر شہ برم
۱۶۔ مراد علی مرکزی فنانس سیکرٹری این وائی ایف پاکستان
۱۷۔ صوبیدار (ریٹائرڈ) غلام مہدی صدر این وائی ایف مرضی گند
۱۸۔ محمد یعقوب ڈپٹی فنانس سیکرٹری این وائی ایف پاکستان
۱۹۔ محمد جعفر صاحب سیکنڈ ہیڈ ماسٹر ہائی اسکول خپلو

نثار علی
نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن مرضی گند

سید زاہد حسین الموسوی میرواعظ سینو ملتستان کی اچانک وفات پر تعزیتی پیغامات

خطیب جامع مسجد صوفیہ نوربخشیہ اسلام آباد جناب علامہ محمد بشیر صاحب انجمن محمدیہ اسلام آباد کے صدر راجہ محمد سلیم جنرل سیکرٹری حاجی محمد امین نواسۂ صوفیہ کے ڈاکٹر غازی محمد نعیم' جی ایچ معروفی' ملتستان نورو کے منیجنگ ڈائریکٹر محمد اقبال اور غلام حیدر حیدری گلشن کبیری نے سید زاہد حسین الموسوی میرواعظ سینو کی اچانک رحلت پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے مرحوم کے پس ماندگان سے دلی تعزیت کا اظہار کیا ہے اور دعا کی ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنی جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے انہوں نے اپنے بیانات میں کہا ہے مرحوم صوفیہ نوربخشیہ کے صف اول کے عالم دین' خطیب' مدرس اور فنکار تھے ان کی اچانک وفات سے مذہب نوربخشیہ کو بہت بڑا نقصان ہوا ہے۔ مرحوم نے سینو میں مدرسہ معروفیہ کے ناظم اعلیٰ کی حیثیت سے قابل قدر خدمات انجام دی ہیں۔ اس کے علاوہ ان کی دیگر دینی' ملی اور معاشرتی خدمات بھی ہمیشہ یاد رہیں گی خاص کر مدرسہ معروفیہ مرحوم کی کوششوں سے وجود میں آیا اور انشاء اللہ رہتی دنیا تک قائم رہے گا مرحوم اپنی ذات میں ایک انجمن تھے اور ہر طبقہ کے لوگوں میں مقبول تھے یہی وجہ ہے کہ ان کی وفات کی خبر سن کر ہزاروں لوگ دور دور سے نماز جنازہ میں شریک ہونے کے لیے آئے اور مرحوم کو آہوں اور اشکوں کے ساتھ سپرد خاک کیا۔

جی ایچ معروفی

تحریک اتحاد نوربخشیہ شگر

کراچی کے زیر اہتمام سالانہ تقریری مقابلے کا انعقاد

مورخہ ۱۵ مئی ۱۹۹۹ء کو منظور کالونی کراچی میں تحریک اتحاد نوربخشیہ شگر کراچی زون کے سالانہ تقریری مقابلے کا انعقاد ہوا جسکی صدارت مرکزی صدر حافظ محمد حسین حلیم نے کی۔ جس میں تحریک کے کارکنوں کے علاوہ ہر طبقہ فکر سے تعلق رکھنے والے لوگوں نے بھی شرکت کی۔ مقابلے کا آغاز تلاوت کلام سے ہوا مقابلے میں بشیر حسین دلشاد اول سید علی دوم اور مولانا مشتاق احمد سوم آئے اس کے بعد مرکزی صدر نے سالانہ بجٹ پیش کیا اور لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے مجلس میں اتفاق و اتحاد کی ضرورت پر زور دیا۔ بعد ازاں غلام مہدی حسرت چیئرمین مشاورتی کونسل نے پوزیشن حاصل کرنے والوں میں انعامات تقسیم کیے۔
آخر میں مولانا محمد یعقوب دعائیہ کلمات سے اس پروگرام

ری مقابلے کا اہتمام فرمایا۔

منجانب: تحریک اتحاد نور بخشیہ شگر (کراچی زون)

تنظیم الندوۃ الاسلامیہ صوفیہ نوربخشیہ کراچی یونٹ کا سالانہ انتخابات

آج مورخہ ۲۰ مئی [illegible] کو الندوہ اسلامیہ صوفیہ نوربخشیہ رجسٹرڈ کراچی یونٹ کا ایک اہم اجلاس مولانا محمد محسن علی اور مولانا عبد الرحیم کرتی کے کراچی میں تنظیمی امور کے دورے کے موقع پر منعقد ہوا مرکزی قائد مولانا محمد محسن علی اور مرکزی خزانچی مولانا عبد الرحیم کرتی کی موجودگی میں کراچی یونٹ کا سال [illegible] ۔ [illegible] کے عہدے داروں کا چناؤ عمل میں لایا گیا جس میں مندرجہ ذیل عہدے داروں کو منتخب کیا گیا

۱۔ صدر ۔ مولانا غلام حسن نیازی

۲۔ نائب صدر عبد الرحمن صاحب

۳۔ جنرل سیکرٹری اختر حسین دلشاد

۴۔ نائب جنرل سیکرٹری محمد موسیٰ آزاد

۵۔ جوائنٹ سیکرٹری محمد ابراہیم بلتاری

۶۔ نشرواشاعت سیکرٹری غلام حسین نورانی مرحوم

۷۔ رابطہ سیکرٹری حافظ غلام علی نوری

۸۔ سیکرٹری ابلاغ عامہ ۔ محمد حسین خپلوی

۹۔ خزانچی ابوذر علی غفاری

۱۰۔ ناظم اجلاس علی وردیئل نوربخشی

۱۱۔ ضامن تعلقات عامہ محمد یوسف نوری

مجلس مشاورت

۱۔ مولانا نجم الدین	چیئرمین
۲۔ مولانا محمد سلیمان ساجد	وائس چیئرمین
۳۔ مولانا محمد دین	ممبر
۴۔ قاری محمد اسحاق	ممبر
۵۔ مولانا حسن غازی	ممبر
۶۔ مولانا محمد جعفری آزاد	ممبر

اختر حسین دلشاد جنرل سیکرٹری ندوۃ اسلامیہ صوفیہ نوربخشیہ کراچی یونٹ

تعزیتی اجلاس

آج بمورخہ ۲ اگست [illegible] کو محمود آباد کراچی میں ندوہ اسلامیہ صوفیہ نوربخشیہ کراچی یونٹ کا ایک اہم تعزیتی اجلاس زیر صدارت صدر جناب مولانا غلام حسن نیازی صاحب منعقد ہوا شرکائے اجلاس نے جناب سید زاہد صاحب کے اچانک انتقال پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا اس موقع پر جناب سید زاہد حسین الموسوی مرحوم کی دینی خدمات کو زبردست خراج تحسین پیش کیا گیا مقررین نے کہا کہ مرحوم نے اپنی زندگی ملت نوربخشیہ کے لیے وقف کردی تھی آپ کی ساری زندگی لوگوں کی رہنمائی میں گزری آپ ایک ممتاز عالم دین تھے آپ نے مرحوم پیر نوربخشیہ سید عون علی الموسوی مرحوم کے ساتھ ایران اور پاکستان کے مختلف شہروں کا بھی دورہ کیا آپ کی رحلت سے ملت نوربخشیہ میں جو خلا پیدا ہوا ہے وہ شاید پورا نہ ہوسکے آخر میں صدر ندوہ اسلامیہ صوفیہ نوربخشیہ کراچی غلام حسن نیازی نے مرحوم کی روح کے ایصال کے ثواب کے لیے فاتحہ خوانی کی۔ اس موقع پر ملت نوربخشیہ سے تعلق رکھنے والے لوگوں کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔

اختر حسین دلشاد جنرل سیکرٹری

آپ کی خاطر

(۱۳)	تاریخ بلتستان	غلام حسن سہروردی نوربخشی	۱۰۰/	کیفیت
(۱۴)	خلافت علیہ	محمد ابراہیم زاہد	۲۵/	
(۱۵)	تذکرہ اہل تصوف	محمد ابراہیم زاہد	۲۵/	کیفیت
(۱۶)	قاعدہ ابتدائی	محمد ابراہیم زاہد	۱۰/	کیفیت
(۱۷)	تسہیل دعا	محمد ابراہیم زاہد	کیفیت	
(۱۸)	نماز صوفیہ	محمد ابراہیم زاہد	۵/	کیفیت
(۱۹)	انتصار الحق	ابو عمار	۱۰۰/	کیفیت
(۲۰)	درس ابکار	مولانا غلام محمد حقانی	۷/	کیفیت

محمد علی شجاع

جنرل سیکرٹری

N.Y.I. اسلام آباد

روشن ستارہ ڈوب گیا

ممتاز عالم دین اور روحانی پیشوا میر واعظ خانقاہ معلی الجوزی شگر آغا سید مرتضیٰ الموسوی طویل علالت کے بعد مورخہ 31 جولائی 1994ء کو ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال سکردو میں اپنے محبوب حقیقی سے جا ملے مرحوم عرصے سے دمہ کے عارضے میں مبتلا تھے آپ کے پیروکاروں نے بغرض علاج گیکنس ہسپتال لے جانے کا بندوبست کیا تھا مگر اس نوبت کو پہنچنے سے قبل ہی اللہ کو پیارے ہو گئے ان کی وفات سے دنیائے تصوف خاص کر اہلیان شگر الجوزی ایک پرہیزگار اور صاحب کشف روحانی عالم دین سے محروم ہو گئے ان کی وفات سے جو خلا پیدا ہوا ہے وہ عرصہ دراز تک محسوس کیا جائے گا مرحوم انتہائی ایماندار تہجد گزار اور مستجاب الدعوۃ تھے یہی وجہ تھی کہ دور دراز علاقوں سے آپ کے عقیدت مند اپنی حاجت براری کے لئے حاضر ہوتے تھے مرحوم بلتستان کے موضع شگر الجوزی میں مورخہ 1924ء کو ایک شریف سادات گھرانے میں پیدا ہوئے آپ کے والد بزرگوار سید عباس شاہ اپنے وقت کے صاحب کشف اور مرجع خلائق شخصیت تھے آپ کا سلسلہ نسب تین پشتوں سے سلسلہ صوفیہ نوربخشیہ کے پیر طریقت سید مختار الاخیار جا ملتا ہے آپ نے مشکل حالات میں ملت صوفیہ نوربخشیہ شگر کی رہنمائی فرمائی یہ آپ کے دعاؤں کے فیضان کا اثر تھا کہ علاقہ شگر کے موضع الجوزی میں سلسلہ صوفیہ نوربخشیہ کے پیروکار اکثریت میں ہیں پسماندگان میں ایک بیٹا اور بیوہ شامل ہیں ادارہ نوائے صوفیہ مرحوم کے صاحبزادے سید محمد شاہ اور مرحوم کی بیوہ سے دلی تعزیت کا اظہار کرتا ہے اور دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ لواحقین کو یہ عظیم صدمہ برداشت کرنے کی توفیق عطاء فرمائے اور مرحوم کو اپنی جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے آمین

ا۔ ایم ایوب شگری کامرس کالج اسلام آباد

۲۔ علی حسین ترویا نمائندہ نوائے صوفیہ شگر

روئیداد پانچویں یوم تاسیس جامعہ اسلامیہ صوفیہ نور بخشیہ خپلو بلتستان

جامعہ اسلامیہ صوفیہ نور بخشیہ خپلو بلتی کا پانچواں یوم تاسیس ہر سال کی طرح اس سال بھی نہایت شایان شان طریقے سے منعقد ہوا۔ خپلو کے قدیم دار الخلافہ چقچن میں یہ پروقار تقریب زیر صدارت جناب پیر صوفیہ نور بخشیہ سید محمد شاہ صاحب منعقد ہوئی۔ جبکہ مہمان خصوصی ڈپٹی کمشنر گنگچھے جناب داؤد خان صاحب تھے۔ سٹیج سیکرٹری کے فرائض جناب عبدالرحیم حیدری نے انجام دیئے۔ اس تقریب سعید میں علماء، دانشوروں، عوامی نمائندوں، سرکاری افسروں کے علاوہ عوام کی ایک کثیر تعداد نے شرکت کی تقریب کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ اس کے بعد غلام مہدی طالب علم نے نعت رسول سے لوگوں کے دلوں کو گرمایا۔ جناب محمد اسحاق شہبازی صاحب نے خطبہ استقبالیہ پیش کرتے ہوئے کہا کہ ہم نے یہ جامعہ ایک قلیل سرمایہ سے شروع کیا تھا۔ بعد میں لوگوں کے تعاون اور ہماری کوششوں سے یہ جامعہ اپنا سالانہ بجٹ لاکھوں میں پیش کرتا ہے اس جامعہ میں کلیدی کردار جناب ڈاکٹر محمد اسماعیل ذبیح کا ہے۔ اس وقت مدرسے میں دو استانیوں سمیت آٹھ اساتذہ ہیں۔ جبکہ طلباء و طالبات کی تعداد ۲۴۰ ہے۔ اس مدرسے میں ۱۵ طالبات فقہ کی تعلیم سے فیض یاب ہو رہے ہیں۔ انشاء اللہ مستقبل قریب میں یہ مدرسہ ملک کے دوسرے بڑے جامعات کا مقابلہ کرنے کے قابل ہو جائے گا۔

تقریب سے متعدد علماء نے خطاب کیا۔ جن میں سید علی شاہ صاحب، میر واعظ گلشن کبیر شیخ سکندر صاحب، صدر معلم جامعہ اسلامیہ کراچی مفتی اعظم مولوی محمد عبداللہ قائد انقلاب تصوف جناب فقیر محمد ابراہیم صاحب سید عنایت حسین صاحب محمد ابراہیم فیضی صاحب شامل تھے۔ آخر میں پاکستان کی سربلندی۔ اتحاد بین المسلمین۔ بوسنیا میں امن کشمیر کی آزادی اور عالم اسلام کے درمیان اتحاد و اتفاق کی دعاؤں کے ساتھ یہ تقریب اختتام کو پہنچی۔ جامعہ کو مخیر حضرات نے عطیات بھی دیئے۔ ایک نامعلوم شخص نے مبلغ ۱۰۰۰ روپے ڈپٹی کمشنر صاحب نے مبلغ ۲۰۰۰ روپے جناب بابو موسیٰ صاحب نے ۳۰۰۰ روپے کے عطیات دیئے۔ دیگر حضرات نے بھی دل کھول کر عطیات دیئے اس طرح جامعہ کو بیس پچیس ہزار روپے کے عطیات وصول ہوئے۔ خطبہ صدارت سے قبل امتحان میں پوزیشن لینے والے جامعہ کے طلباء و طالبات میں انعامات تقسیم کیے گئے۔

رپورٹ

غلام حیدر حیدری گلشن کبیری

این وائی ایف پاکستان

صوفیہ نور بخشیہ کے وفد کی خان محمد شیرانی سے ملاقات

مورخہ ۹ جولائی ۱۹۹۴ء کو رکن قومی اسمبلی و ڈپٹی پارلیمانی لیڈر جمعیت علماء اسلام ف گروپ جناب عبدالغفور حیدری و جناب خان محمد شیرانی صاحب ممبر اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان ضلع گانچھے کے دورے پر آئے تھے۔

صوفیہ نور بخشیہ کے ایک وفد نے جناب مفتی عبداللہ صاحب کی قیادت میں دو ممتاز شخصیتوں سے ملاقات کی۔ وفد میں این وائی ایف کے پلیٹ فارم سے جناب صاحب و غلام حیدر حیدری گلشن کبیری تھے۔ جبکہ صوبیدار محمد علی صاحب و ماسٹر جعفر صاحب بھی ان کے ہمراہ وفد میں شامل تھے۔ ملت نور بخشیہ کو درپیش مسائل پر غور و خوض کرنے کے بعد وفد نے تحریری صورت میں تین نکات جناب شیرازی صاحب کی خدمت میں پیش کیے۔

۱۔ یہ کہ مسلک صوفیہ نور بخشیہ کو اسلامی نظریاتی کونسل میں نمائندگی دینے کے لیے ارباب اختیار تک ہماری آواز پہنچائی جائے۔

۲۔ یہ کہ زکوٰۃ کی کٹوتی فقہ احوط کے مطابق کی جائے۔

۳۔ یہ کہ فقہ احوط کو اسلامی نظریاتی کونسل میں رجسٹرڈ کیا جائے۔

وفد نے اسلامی نظریاتی کونسل کے ممبر کو فقہ الاحوط کا ایک نسخہ بھی

پیش کیا۔

معزز مہمانوں نے وفد کو یقین دلایا کہ ہم دونوں آپ لوگوں کے ان مسائل کو ہر فورم پر اٹھائیں گے۔ یہاں تک کہ اگر ہمیں ضرورت پڑی تو ان مسائل کو پارلیمنٹ میں بھی زیر بحث لائیں گے۔ چونکہ مسلک صوفیہ نور بخشیہ ایک اعتدال پسند مسلک ہے۔ اس لیے یہ مسلک اتحاد بین المسلمین کے لیے اہم کردار ادا کر سکتا ہے۔ اور تاریخ کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مسلک ماضی میں بھی امن پسندی کا داعی رہا ہے اور مستقبل میں بھی یہ اتحاد عالم اسلامی میں مثبت کردار ادا کرے گا۔ چونکہ ضلع گھانچے میں مسلک صوفیہ نور بخشیہ سے تعلق رکھنے والوں کی تعداد زیادہ ہے۔ لہٰذا ہم اس بات پر زور دیں گے کہ آپ لوگوں کو اسلامی نظریاتی کونسل میں نمائندگی بھی دی جائے۔ اور زکوٰۃ کی کٹوتی بھی آپ کی فقہ کے مطابق ہو۔ ان کے ہمدردانہ رویے پر صوفیہ نور بخشیہ کے وفد نے جناب حیدری و شیرازی صاحب کا تہہ دل سے شکریہ ادا کیا۔

رپورٹ: غلام حیدر حیدری گلشن کبیری
این وائی ایف پاکستان

نور بخشیہ یوتھ فیڈریشن لاہور کی تقریب حلف برداری

۴ جون [illegible] کو بعد از نماز جمعہ نور بخشیہ یوتھ فیڈریشن لاہور کی تقریب حلف برداری جامع مسجد صوفیہ نور بخشیہ لاہور میں منعقد ہوئی جس میں علماء کرام، مختلف مدارس، اسکولوں، کالجوں اور یونیورسٹی کے طلباء اور کثیر تعداد میں لوگوں نے شرکت کی۔ تقریب کا باقاعدہ آغاز قاری ذاکر حسین صاحب کی تلاوت کلام پاک سے ہوا اور طالب علم غلام رضا نے نعت رسول مقبول پیش کی بعد ازاں حلف برداری کا عمل شروع ہوا۔ نور بخشیہ یوتھ فیڈریشن کراچی کے سابق صدر اور پنجاب یونٹ کے کونسل آف [illegible] کے چیئرمین جناب انجینئر سید اکبر علی کاظمی نے کابینہ کے درج ذیل نئے عہدیداروں سے حلف لیا۔

غلام نبی کورد۔ صدر
فدا حسین فدائی بلپا۔ جنرل سیکرٹری
عبدالواحد بلغاری۔ ناظم اجلاس
ذاکر حسین ذاکر۔ نائب صدر
محمد یونس۔ جوائنٹ سیکرٹری
محمد حسین سلنگ۔ فنانس سیکرٹری
محمد ابراہیم کورد۔ سیکرٹری نشر و اشاعت

اس تقریب کے شرکاء سے صدر (N-Y-F) مولانا غلام نبی صاحب۔ اخوند محمد تقی صاحب، مولانا غلام محمد صاحب، مولانا علی محمد صاحب، ڈاکٹر عبدالکریم صاحب اور انجینئر سید اکبر علی کاظمی صاحب نے خطاب کیا۔ مقررین نے اپنی تقریر میں اتحاد و اتفاق پر زور دیا۔ اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے اندر مسلمانوں کو آپس میں متحد و متفق ہو کر رہنے کا حکم دیا ہے۔ اور ہمارے بزرگوں نے بھی اسی راہ اعتدال پر چلنے کی تلقین کی ہے۔ کیونکہ اسلام دین فطرت ہے یہ امت امت وسط ہے۔ لہٰذا ہمیں بھی اسی راہ وسط پر چلنا چاہیے۔ اور یہی صراط مستقیم ہے۔ شاہ سید محمد نور بخش فرماتے ہیں

راہ نور بخشی است راہ اعتدال
دور از افراط و تفریط جدال

شاہ سید محمد نور بخش اور سید علی ہمدانی کی تعلیمات افراط و تفریط سے پاک اور اتحاد بین المسلمین کی علمبردار ہیں۔

انہی دو ہستیوں نے مسلمانوں کے درمیان پیدا ہونے والے اختلافات کو ختم کرنے اور بکھرے ہوئے مسلمانوں کو اتحاد و اتفاق، اور الفت محبت کی خوبصورت لڑی میں پرونے کیلئے جدوجہد کی۔

آخر میں صوفی محمد حسین صاحب سلنگ کی دعائیہ کلمات کے ساتھ یہ تقریب اختتام پذیر ہوئی۔

غلام نبی کوردی
صدر نور بخشیہ یوتھ فیڈریشن لاہور

اپیل

برادران ملت سے مخفی نہیں ہے کہ بلتستان کے بزرگان نوربخشیہ کے علمی کارنامے سنہری حروف میں لکھے جانے کے قابل ہیں لیکن جغرافیائی، سیاسی اور معاشی وجوہات اور مخصوص ماحول کی بناء پر ان بزرگوں کا علمی و ادبی سرمایہ یا تو تلف ہو گیا ہے یا کمیاب و نایاب ہے۔ خوش قسمتی سے راقم کی کوششوں کی بدولت مستند ترین نوربخشی تاریخی کتاب تحفۃ الاحباب کا اردو ترجمہ برادرم محمد رضا صاحب کر رہے ہیں خلاصۃ المناقب اب منظر عام پر آ گئی ہے۔ ابو الحسن تمیعی کی تاریخ بلتستان پر مشتمل کلیات دستیاب ہو گئی ہے۔ بلتستان کے سب سے بڑے عالم مصنف اور شاعر اخوند سلطان علی بلغاری کی زادالجنان اور بوق بوق نامہ کے قلمی نسخے دستیاب ہو گئے ہیں۔ ان کے علاوہ شاہ ہمدان اور میر محمد نوربخش کی بیسیوں کتب و رسائل کے نسخے ملے ہیں۔

قلمی نسخہ جات کی چھان بین اور تلاش و جستجو کے دوران راقم کو یہ تجربہ ہوا ہے کہ قلمی کتابوں پر عموماً نام اور صفحہ نمبر نہیں ہوتے۔ بعض کے اول و آخر ناقص بعض کے اوراق منتشر ہوتے ہیں۔ انہیں باریک بینی سے دیکھنے پرکھنے اور پڑھنے کے بعد مکمل اور قابل استفادہ بنایا جا سکتا ہے۔

قارئین نوائے صوفیہ سے گزارش ہے کہ جہاں کہیں سے کوئی قلمی کتاب یا اوراق دستیاب ہوں تو درج ذیل پتوں پر یا مقامی نوربخشی یوتھ فیڈریشن کے دفتر میں جمع کرائیں۔

۱۔ راقم تذکرہ مشائخ نوربخشیہ کے نام سے ایک ضخیم کتاب لکھ رہا ہے۔ جو اندازاً بڑی تقطیع کے پانچ ہزار صفحات پر مشتمل ہو گی۔ یہ کتاب سلسلہ نوربخشیہ کے مکمل دائرۃ المعارف (انسائیکلوپیڈیا) کی حیثیت رکھے گی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے میر شمس الدین عراقی تک تمام بزرگوں کے احوال و اقوال اور آثار تحریری صورت میں ملتے ہیں۔ بعض بزرگوں کے بارے میں بلتستان کے موجودہ بوڑھے لوگ بہت کچھ جانتے ہیں۔ تعلیم یافتہ نوجوانوں سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ ایسی معلومات کو ضبط تحریر میں لا کر راقم کو فراہم کریں گے۔

۲۔ بلتستان کے تمام مواضعات میں آستانے (مزار) موجود ہیں۔ یہ ان بزرگوں کی آخری آرام گاہ ہیں جنہوں نے بلتستان میں اشاعت و استحکام اسلام کے سلسلے میں گرانقدر خدمات سرانجام دی ہیں۔ یہ مزارات آج بھی علاقے کے لوگوں کی امیدوں کا مرکز ہیں۔ قارئین سے گزارش ہے کہ ان کے بارے میں معلومات فراہم کریں۔ راقم ان معاونین کا شکر گزار ہونے کے علاوہ حقیر سا معاوضہ (راشتی) بھی ادا کرے گا۔

پتے یہ ہیں

۱۔ اخوند محمد حسین میرواعظ مرکزی جامع مسجد نوربخشیہ سکردو

۲۔ غلام حسن [illegible] لائبریری خپلو بلتستان

نوائے صوفیہ کا
عظیم الشان شاہ ہمدانؒ نمبر

کشمیر اور بلتستان میں دین اسلام کے اولین داعی اور سلسلۃ الذہب الصوفیہ کے عظیم بزرگ شاہ ہمدان سید علی ہمدانیؒ کو خراج عقیدت پیش کرنے کے لیے نوائے صوفیہ ایک نہایت ہی گراں قدر نمبر شائع کر رہا ہے جس میں شاہ ہمدان کی حیات اور تعلیمات پر تحقیق کرنے والے تمام بین الاقوامی شہرت کے حامل سکالرز کی بیش بہا نگارشات شامل ہوں گی۔ یہ نمبر ایک مستقل اور جامع کتاب کی حیثیت رکھے گا اور شاہ ہمدان پر ریسرچ کرنے والوں کے لیے ایک حوالہ جاتی کتاب (Reference book) کی حیثیت کا حامل ہو گا۔

علماء کرام سے درخواست ہے کہ اگر وہ بھی اپنی نگارشات اس نمبر میں شامل کرنا چاہیں تو جناب غلام حسین معروفی صاحب کو ارسال کریں۔ صرف انہی مضامین کو جگہ دی جا سکتی ہے جو تحقیق اور جستجو سے تیار کیے گئے ہوں اور علمی اہمیت کے حامل ہوں۔

چونکہ یہ نمبر نہایت محدود تعداد میں شائع کیا جائے گا اس لیے خواہش مند حضرات اپنے آرڈرز پہلے ہی بک کرائیں نیز مبلغ پچاس روپے کتاب کی پیشگی قیمت بھی ارسال کریں۔ کتاب کی حتمی قیمت کا تعین طباعت کے مراحل طے ہونے کے بعد اس پر آنے والی لاگت کے مطابق ہو گا۔ اور خواہش مند حضرات کو بذریعہ وی۔پی ارسال کی جائے گی۔ چنانچہ تمام خواہش مند حضرات اپنے پتے واضح طور پر تحریر کریں۔

بکنگ جاری ہے

(ادارہ)